© rasailojaraid.com

حلف بالیمین کی شرعی حیثیت

مولانا مفتی غلام سرور قادری لاہور

کیا مدعی کا دعویٰ ایک گواہ اور ایک قسم سے ثابت ہو سکتا ہے ؟

کیا مدعی ایک گواہ اور ایک قسم سے اپنا دعویٰ ثابت کر سکتا ہے یا نہیں ؟ اس سلسلے میں احادیث کے مختلف ہونے سے آئمہ مجتہدین کے درمیان اختلاف ہوا ہے ۔

آئمہ ثلاثہ کا موقف اس مسئلہ میں آئمہ ثلاثہ یعنی امام شافعی، امام مالک اور امام احمد کا یہی مسلک ہے، کہ اگر مدعی اپنے دعویٰ کے ثبوت میں صرف ایک گواہ پیش کر سکے تو اس (مدعی) سے دوسرے گواہ کے عوض ایک قسم لے لی جائے اور اس قسم کو ایک گواہ کا قائمقام قرار دیکر اس کا دعویٰ تسلیم کر لیا جائے، ان آئمہ کی دلیل وہ حدیث ہے جسے امام مسلم نے بسند ابن عباس حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قسم اور ایک گواہ کے ساتھ فیصلہ فرمایا، اور اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں ۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضی بیمین وشاھد (رواہ مسلم)	ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قسم اور ایک گواہ پر فیصلہ صادر فرمایا،

امام اعظم ابو حنیفہؒ کا موقف لیکن امام اعظم ابو حنیفہؒ کا موقف یہ ہے کہ ایک گواہ اور ایک قسم پر فیصلہ کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ دو گواہوں کا ہونا ضروری ہے جیسا کہ قرآن کریم سے ثابت ہے، اور امام صاحب کے فقہی اُصولوں میں سے ایک اصل و قاعدہ یہ ہے کہ آپ قرآن کریم سے ثابت شدہ امر کو حدیث یعنی خبر واحد سے مقدم رکھتے ہیں اور امام صاحب کے نزدیک چونکہ دو گواہوں کا ہونا قرآن سے ثابت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے اس لیے محض خبر واحد سے قرآن کے حکم کو نظر انداز و منسوخ نہیں کیا جا سکتا تو چونکہ قرآن کے حکم کو خبر واحد کے ذریعہ منسوخ کرنا جائز نہیں ہے اس لیے اس روایت کی بنا پر ایسے کسی مسلک کی بنیاد صحیح نہیں ہو سکتی جو قرآن کے حکم کے منافی ہو۔

قرآن سے دو گواہوں کا ضروری ہونا

قرآن و سنت سے یہ مسئلہ روشن طور پر ثابت ہے کہ دعوی کو ثابت کرنے کے لیے ضروری ہے کہ مدعی گواہ لائے۔ اگر مدعی دو گواہ لانے سے عاجز و قاصر رہے اور مدعا علیہ اسکے دعوی کا انکار کرے اور مدعی مدعا علیہ سے قسم کا مطالبہ کرے تو مدعا علیہ پر قسم کھانا ضروری ہے نہ کہ مدعی پر۔ اس سلسلے میں ہم وہ آیات لاتے ہیں جن سے یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے پھر وہ احادیث لائیں گے جن سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی اس کے بعد اس سلسلے میں اقوالِ آئمہ لائیں گے۔ انشاء اللہ زیر بحث مسئلہ خوب واضح ہو جائے گا۔

آیت نمبر ۱

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

واستشهدوا شهيدين من رجالكم (البقرة آیت ۲۸۲)

اور دو گواہ لاؤ تم اپنے مردوں سے۔

اور جن نسوانی امور میں مرد مطلع نہیں ہوتے مثلاً ولادت، بکارۃ اور عورتوں کے عیوب، ان امور میں صرف عورتوں کی گواہی کے جائز ہونے پر آئمہ کا اجماع ہے لیکن اس میں اختلاف ہے کہ ایسے امور میں ایک عورت کی گواہی قبول کی جائے گی یا نہیں تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ایسے معاملات میں ایک آزاد، مسلمہ، عادلہ، عورت کی گواہی کافی ہے اور دو عورتوں کا ہونا اولی ہے اور امام مالکؒ فرماتے ہیں دو عورتوں کی گواہی ضروری ہے اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ چار عورتوں کی گواہی ضروری ہے کیونکہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے قائم مقام ہے چنانچہ تفسیر مظہری میں ہے" واجمعوا على انه يجوز شهادة النساء وحدهن فيما لا يطلع عليه الرجال كالولادة والبكارة و عيوب النساء ثم اختلفوا فقال ابو حنيفة يكفي هناك شهادة امرءة

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

واحدة حرة مسلمة عادلة وثنتان احوط وقال مالك لابد من ثنتين وقال الشافعي لابد من اربع لانه اقيمت شهادة امرأتين مقام رجل واحد[1]

مذکورہ بالا آیت سے ثابت ہوا کہ مدعی کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کیلیے دو گواہ لائے۔

آیت نمبر ۲

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

واشهدوا ذوی عدل منکم۔ (الطلاق ایت ۲)

اور تم اپنے سے دو عادل گواہ لاؤ۔

مذکورہ آیت سے بھی یہی ثابت ہوا کہ مدعی پر دعویٰ کو ثابت کرنے کے لیے دو گواہ لانا ضروری ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ گواہوں کا عادل ہونا بھی ضروری ہے۔

آیت نمبر ۳

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

تلك امانيّهم قل هاتوا برهانكم۔ (البقرۃ ایت ۱۱۱)

یہ ان کی آرزوئیں ہیں تم فرماؤ اپنی دلیل لاؤ۔

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ مدعی پر دعویٰ کو ثابت کرنے کے لیے گواہ لانا ضروری ہے کیونکہ امانی امنیۃ کی جمع ہے اور امنیۃ تمنی سے ماخوذ ہے اور تمنی کا معنی ہے خواہش و آرزو کرنا، چنانچہ امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں۔

ای شهواتهم الباطلة (جلالین ج۔ا صفحہ ۱۹) یعنی ان کی باطل خواہشات اور مدعی بھی آرزو کرنے والا ہے تو وہ بھی دلیل کا محتاج ہوگا اور مدعی کے لیے حجّت و دلیل گواہ ہی ہیں۔

---

[1] تفسیر مظہری ج ۔۲ صفحہ ۲۶۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

چنانچہ امام بغوی متوفی ۵۱۶ھ شرح السنتہ میں فرماتے ہیں،

قال اللہ سبحانہ وتعالی تلك امانيهم قل هاتوا برهانكم۔ (البقرۃ آیت ۱۱۱) — اللہ بزرگ و برتر کا ارشاد ہے کہ ان کی آرزوئیں ہیں، تم فرما دو، اپنی دلیل لاؤ،

والمدعی متمن فيحتاج الى الحجة، (شرح السنة ج۔ ۱۰ ص ۹۸) — اور مدعی آرزو کرنے والا ہے پس وہ دلیل (گواہوں) کا محتاج ہے،

آیت نمبر ۴

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ولهم ما يدّعون۔ (یٰسٓ، آیت: ۵۷) اور ان کے لیے ہے (اس میں) جو وہ مانگیں اس آیت میں لفظ یدّعون بمعنی یتمنّون کے ہے، یعنی ان کے لیے جنت میں وہی ہے جس کی وہ آرزو کریں گے، اور مدعی بھی متمنی ہوتا ہے اور وہ دلیل کا محتاج ہے اور اس کے لیے دلیل گواہ ہی ہیں اس لیے وہ اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لیے صرف گواہوں کا محتاج ہے،

چنانچہ امام بغوی شرح السنتہ میں فرماتے ہیں

قال اللہ عزوجل ولهم ما يدعون۔ (یٰسٓ۔ ۵۷) ای یتمنون: تقول العرب: ادع علیّ ما شئت ای تمنّ (شرح السنة ج۔ ۱۰ ص ۹۸) — اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے اور ان کے لیے ہے جو وہ مانگیں یعنی جس کی وہ آرزو کریں، اہل عرب کا قول ہے، مجھ پر تو دعویٰ کر جو تو چاہے یعنی آرزو کر۔

آیت نمبر ۵

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وآتيناه الحكمة وفصل الخطاب (ص۔ ۲۰) — اور ہم نے اسے (داؤد علیہ السلام) حکمت اور قضا وعدل کا علم عطا کیا۔

وآتيناه الحكمة کی تفسیر میں مفسرین کے چار اقوال ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حضرت ابن عباس اور حضرت حسن اور ابن زید رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ حکمة سے مراد فقہ ہے۔

اور حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ حکمت سے مراد حق وصواب ہے،

اور حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ حکمت سے مراد سنت ہے،

اور امام سدی فرماتے ہیں کہ حکمت سے مراد نبوة ہے،

اور "فصل الخطاب" میں بھی مفسرین کے چار اقوال ہیں:

حضرت ابن عباسؓ اور حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ فصل خطاب سے مراد قضاء وعدل کا علم ہے، اور ابن عباسؓ سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ فصل خطاب سے مراد بیانِ کلام ہے۔

اور حضرت ابوموسیٰ اشعری اور امام شعبی فرماتے ہیں، کہ فصل خطاب سے مراد حضرت داؤد علیہ السلام کا قول اَمّا بعد ہے، سب سے پہلے اس کا تکلم انہوں نے فرمایا، اور حضرة شریح، اور قتادہ اور حضرت حسنؒ فرماتے ہیں، کہ فصل خطاب سے مراد مدعی کے ذمہ گواہوں کا ہونا ہے اور مدعی علیہ کے ذمہ قسم کھانا ہے، جب وہ دعویٰ کا انکار کرے، کیونکہ خصومات یعنی جھگڑوں میں فیصلہ اس بات پر ہوتا ہے کہ مدعی پر گواہ اور مدعی علیہ کے ذمہ قسم ہو۔

چنانچہ علامہ ابن جوزی اپنی تفسیر زاد المسیر میں لکھتے ہیں:

قاله تعالیٰ (وآتيناه الحكمة) وفيها اربعة اقوال: احدها: انها الفهم: قاله ابن عباس والحسن وابن زيد. والثانی: الصواب، قاله مجاهد. والثالث: السنة قاله قتادة و الرابع: النبوة: قاله السدی، وفی فصل الخطاب اربعة اقوال احدها: علم القضا والعدل، قاله ابن عباس و الحسن، والثانی: بيان الكلام روی عن ابن عباسؓ ايضا، والثالث: قوله (اما بعد) وهو اول من تكلم بها: قاله ابوموسیٰ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الاشعری والشعبی، والرابع: تکلیف المدعی البیّنة: و الیمین علی من انکر، قاله شریح، وقتادة، وھو قول الحسن؛ لان الخصومة انما تفصّل بھذا"

(زاد المسیر فی علم التفسیر ج - ۷ ص۱۱۱ / ۱۱۲)

اور امام قرطبی متوفی ۶۷۱ھ احکام القرآن میں فرماتے ہیں،

قوله تعالیٰ: (وآتیناه الحکمة وفصل الخطاب) فیه مسئلتان الاولیٰ۔ قوله تعالیٰ (وآتیناه الحکمة) ای النبوة: قاله السدی؛ مجاھد، العدل، ابو العالیه، العلم بکتاب الله تعالیٰ، قتادہ السنة؛ شریح، العلم والفقة (وفصل الخطاب قال ابو عبد الرحمٰن السلمی وقتاده یعنی۔ الفصل فی القضاء۔ وھو قول ابن مسعود والحسن والکلبی ومقاتل، وقال ابن عباس بیان الکلام، علی بن ابی طالب، ھو، البینة علی المدعی والیمین علی من انکر، وقاله شریح والشعبی وقتادة ایضًا وقال ابو موسیٰ الاشعری والشعبی ایضًا ھو قوله، اما بعد، وھو اول من تکلم بھا، وقیل، (فصل الخطاب) البیان الفاصل بین الحق والباطل، وقیل، ھو الایجاز بجعل المعنی الکثیر فی اللفظ القلیل والمعنی فی ھذہ الاقوال متقارب، وقول علی یجمعه، لان مدار الحکم علیه فی القضاء ما عدا قول ابی موسیٰ[1]۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے ارشاد (وآتیناه الحکمة وفصل الخطاب) میں دو مسئلے ہیں پہلا مسئلہ یہ ہے کہ قولِ باری (آتیناه الحکمة) سے مراد نبوة

---

[1] احکام القرآن - ج - ۸ - ص۱۶۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے۔ یہ قول امام سدی کا ہے۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ حکمت سے مراد عدل وانصاف ہے۔ امام ابو العالیہ فرماتے ہیں کہ حکمت سے مراد کتاب اللہ (زبور) کا علم ہے حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ حکمت سے مراد سنت ہے۔ حضرت شریح فرماتے ہیں کہ حکمت سے مراد علم وفقہ ہے اور (وفصل الخطاب) سے مراد فیصلہ کرنے کی صلاحیت ہے یہی قول امام ابوعبدالرحمٰن سلمی کا حضرت قتادہ کا، ابن مسعود کا، حضرت حسن کا، کلبی اور حضرت مقاتل کا۔ اور ابن عباس فرماتے ہیں کہ فصل خطاب سے مراد بیان کلام ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فصل خطاب سے مراد مدعی کے ذمہ گواہوں کا ہونا ہے اور جو اس کے دعویٰ کا انکار کرے اس پر قسم کھانا ہے اور یہی قول حضرت شریح اور شعبی اور حضرت قتادہ کا بھی ہے اور حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت شعبی سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ فصل خطاب سے مراد حضرت داؤد علیہ السلام کا قول اما بعد ہے اور سب سے پہلے انھوں نے ہی اما بعد کہا۔ اور بعض نے کہا کہ فصلِ خطاب سے حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا بیان مراد ہے۔ اور بعض نے کہا کہ بہت سے معنی کو تھوڑے سے الفاظ میں سمو دینا مراد ہے۔ اور ان تمام اقوال کا معنی قریب قریب ہے، اور حضرت علی کا قول (اس سے مدعی کے ذمہ گواہوں کا ہونا اور مدعیٰ علیہ کے ذمہ قسم کھانا مراد ہے) ان تمام اقوال کا جامع ہے سوائے حضرت ابو موسیٰ اشعری کے کیونکہ باب قضاء میں فیصلہ کرنے کا دار و مدار اسی حضرت علی کے قول پر ہے۔

اور امام بغوی شرح السنۃ میں فرماتے ہیں،

وقیل فی قولہ سبحانہ وتعالیٰ فی قصۃ داؤد علیہ السّلام (و اٰتیناہ الحکمۃ وفصل الخطاب) قال: فصل الخطاب ھو البیّنۃ علی المدعی والیمین علی المدعی علیہ، وقیل ھو ان یفصل بین الحق والباطل۔ (شرح السنۃ۔ج۔۱۰ ص۹۸)

ترجمہ: حضرت داؤد علیہ السلام کے قصہ میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی (واٰتیناہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الحکمۃ وفصل الخطاب) میں فصلِ خطاب کی تفسیر میں بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد مدعی کے ذمہ گواہوں کا ہونا اور مدعی علیہ کے ذمہ قسم کھانا ہے اور بعض نے کہا ہے ، کہ فصلِ خطاب سے مراد حق و باطل کے درمیان فرق کرنا ہے ۔

اور امام جلال الدین سیوطی تفسیر درمنثور میں فرماتے ہیں :

واخرج ابن جریر والحاکم عن السدیؒ فی قولہ وآتیناہ الحکمۃ قال النبوۃ وفصل الخطاب قال علم القضاء واخرج ابن جریر وابن ابی حاتم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما وآتیناہ الحکمۃ قال اعطی الفھم ، واخرج سعید بن منصور وعبد بن حمید وابن المنذر عن مجاھدؒ وآتیناہ الحکمۃ قال : الصواب : وفصل الخطاب قال الایمان والشھود ، واخرج ابن جریر وابن المنذر عن مجاھدؒ وفصل الخطاب قال اصابۃ القضاء وفھمہ واخرج عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر عن ابی عبد الرحمٰنؒ وفصل الخطاب قال فصل القضاء ، واخرج عبد بن حمید وابن المنذر عن الحسنؒ وفصل الخطاب قال الفھم فی القضاء ، واخرج عبد بن حمید وابن جریر والبیھقی عن شریحؒ وفصل الخطاب قال الشھود والایمان ، واخرج البیھقی عن ابی عبد الرحمٰن السلمیؒ ان داؤد علیہ السلام امر بالقضاء فقطع بہ فاوحی اللہ تعالیٰ الیہ ان استحلفھم باسمی وسلھم البینات قال فذلک فصل الخطاب واخرج ابن جریر البیھقی عن قتادۃؒ وفصل الخطاب قال : البینۃ علی المدعی والیمین علی المدعی علیہ ، واخرج ابن جریر عن الشعبیؒ فی قولہ وفصل الخطاب قال ھو قول الرجل اما بعد[1]۔

---

[1] تفسیر در منثور ۔ ج ۵ ص ۳۰۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ترجمہ: اور ابن جریر و حاکم نے اس قول کو سند سے بیان کیا کہ ارشادِ باری تعالیٰ
وآتیناہ الحکمۃ سے مراد نبوۃ ہے اور فصلِ خطاب سے مراد علمِ قضا ہے
اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے اس حدیث کو سند سے بیان
کیا کہ وآتیناہ الحکمۃ کا معنی یہ ہے کہ انہیں فہم یعنی فیصلہ کرنے کی سمجھ عطا فرمائی
گئی اور سعید بن منصور و عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہدؒ سے اس حدیث کو
سند سے بیان کیا کہ وآتیناہ الحکمۃ سے مراد حق و صواب ہے، اور فصل
خطاب سے مراد قسمیں اور گواہ ہیں یعنی مدعی کے ذمہ گواہ اور مدعی علیہ کے ذمہ قسم،
اور ابن جریر و ابن منذر نے حضرت مجاہد سے اس حدیث کو سند سے روایت کیا کہ فصل
خطاب سے مراد قضاء کی سمجھ اور فیصلہ کرنے میں حق کو پانا ہے، اور عبد بن حمید و ابن
جریر و ابن منذر نے اپنی اپنی سندوں کے ساتھ حضرت ابو عبد الرحمٰن کا قول روایت
کیا کہ فصلِ خطاب سے مراد قضاء اور بہترین فیصلہ کرنا ہے، اور عبد بن حمید و ابن منذر
نے حضرت حسن سے روایت کیا کہ فصلِ خطاب سے مراد فیصلہ کی سمجھ رکھنا ہے اور
عبد بن حمید و ابن جریر اور بیہقی نے حضرت شریح سے روایت کیا کہ فصلِ خطاب سے
مراد قسمیں اور گواہ ہیں، اور بیہقی نے حضرت ابو عبد الرحمٰن سلمیؒ سے روایت کیا کہ حضرت
داؤد علیہ السلام کو قضاء کا حکم دیا گیا پھر انہوں نے اس کے ساتھ یقین کیا (فیصلہ کیا)
تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ ان سے میرے نام کی قسم لو اور ان سے یعنی
مدعی سے گواہ طلب کرو۔ امام سلمی نے فرمایا پس یہی فصلِ خطاب ہے ابن جریر اور
بیہقی نے حضرت قتادہ سے روایت کیا کہ فصل خطاب سے مراد مدعی کے ذمہ
گواہوں کا ہونا اور مدعی علیہ کے ذمہ قسم کھانا ہے اور ابن جریر نے حضرت شعبی سے
روایت کیا کہ فصلِ خطاب سے آدمی کا قول اما بعد مراد ہے،

امام قرطبی اور امام جلال الدین سیوطی کی اس تصریح سے معلوم ہوا کہ فصل الخطاب
کی تفسیر میں معتبر قول یہی ہے کہ اس سے مراد البینۃ علی المدعی والیمین علی من
انکر یعنی مدعی کے ذمہ گواہ لانا ہے اور جو اس کے دعویٰ کا انکار کرے اس پر قسم کھانا ہے،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جس کی تعلیم حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے دی اور فیصلہ کرنے کا ایک قاعدہ کلیہ بتادیا کہ اے داؤد جب آپ کے ہاں کوئی دعویٰ کیا جائے تو مدعی سے گواہ طلب کرو اور مدعی علیہ جب اس کے دعویٰ کا انکار کرے تو اس سے قسم لو اور بالکل یہی قانون اسلام ہے کہ دعویٰ کو ثابت کرنے کے لیے مدعی گواہ لانے ضروری ہیں اور جب وہ گواہ پیش نہ کرسکے یا اس کے پاس پورے گواہ نہ ہوں اور مدعی علیہ اس کے دعویٰ کا انکار کرے تو اس سے قسم لی جائے گی اور سابقہ شریعتوں میں بھی فیصلہ کرنے کا یہی قانون تھا جیسا کہ مذکورہ بالا آیت سے واضح ہوا

اور اس قاعدہ کلیہ کو اللہ جل مجدہ فصل الخطاب سے تعبیر فرماتا ہے،

فصل کا لغوی معنی

فصل کا لغوی معنی فرق کرنا اور جدا کرنا ہے، اور فصل مصدر بمعنی فاعل ہے یعنی الفصل من الخطاب حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا خطاب،

چنانچہ امام ابوالبرکات نسفی تفسیر مدارک میں فرماتے ہیں،

وجاز ان یکون الفصل بمعنی الفاصل کالصوم والزور و المراد بفصل الخطاب الفاصل من الخطاب الذی یفصل بین الصحیح والفاسد والحق والباطل وھو کلامہ فی القضایا و الحکومات وتدابیر الملک والمشورات، وعن علی رضی اللہ عنہ ھو الحکم بالبیّنۃ علی المدعی والیمین علی المدعی علیہ وھو من الفصل بین الحق والباطل۔ (مدارک التنزیل ج ۴ ص ۳۷)

ترجمہ: اور جائز ہے کہ فصل بمعنی فاصل کے ہو جیسے صوم بمعنی صائم اور زور بمعنی جھوٹ بولنے والا، اور فصل خطاب سے مراد وہ خطاب ہے جو صحیح اور غلط اور حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا ہے، اور اللہ تعالیٰ کا یہ کلام قضایا حکومات اور تدابیر ملک اور مشوروں کے بارے میں ہے، اور حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ فصل خطاب سے مراد مدعی کے ذمہ گواہوں کے ساتھ اور مدعی علیہ کے ذمہ قسم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے ساتھ فیصلہ کرنا ہے، اور وہ حق و باطل کے درمیان فرق کرنے سے ماخوذ ہے۔

اور اسی طرح تفسیر کشاف میں بھی ہے ملاحظہ ہو (ج ۳ صـ ۳۶۵)

اور امام ابن حبان متوفی ۷۵۴ھ تفسیر بحر محیط میں فرماتے ہیں،

وفصل الخطاب : قال علی والشعبی ایجاب الیمین علی المدعی علیه والبیّنة علی المدعی، (تفسیر بحر محیط ج ۷ صـ ۳۹۰)

ترجمہ: فصل الخطاب کی تفسیر میں حضرت علی اور امام شعبی فرماتے ہیں کہ فصل خطاب سے مراد مدعی علیہ کے ذمہ قسم کا واجب کرنا اور مدعی کے ذمہ گواہ لازم کرنا ہے،

اور امام ابوعبداللہ محمد بن عثمان تفسیر ضیاء التاویل میں لکھتے ہیں،

(وفصل الخطاب) مفصول او فاصل مصدر بمعنی المفعول او الفاعل، (ضیاء التاویل ج ۴ صـ ۲۶)

ترجمہ: یعنی فصل مصدر بمعنی مفعول مفصول یا بمعنی فاعل فاصل کے ہے، یعنی حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا بیان شافی!

اور قاضی ثناء اللہؒ تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں:

قال البغوی : قال علی بن ابی طالبؓ هو ان البیّنة علی المدعی والیمین علی من انکر لان کلام الخصوم ینقطع وینفصل به: قال ویروی ذلك عن ابی بن کعب قال فصل الخطاب الشهود والایمان وهو قول مجاهد وعطاء بن ابی رباح، (تفسیر مظہری ج ۸ صـ ۱۶۱)

ترجمہ: امام بغوی نے فرمایا حضرت علیؓ کا ارشاد ہے کہ فصل خطاب سے مراد مدعی کے ذمہ گواہوں کا ہونا اور مدعی علیہ کے ذمہ قسم کھانا ہے، کیونکہ عدالت میں جھگڑنے والوں کی بات اسی پر ختم ہوتی ہے اور حضرت ابی بن کعبؓ سے مروی ہے کہ فصل خطاب سے مراد گواہ اور قسمیں ہیں اور حضرت مجاہد اور عطاء بن ابی رباح کا بھی یہی قول ہے،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

امام بغوی نے تفسیر معالم التنزیل میں اسی طرح ارشاد فرمایا ہے۔
ملاحظہ ہو (معالم التنزیل علی ھامش الخازن ج ۶ ص۴۵)
اور علامہ خازن متوفی ۷۲۵ھ تفسیر خازن میں فرماتے ہیں :
وقال علی بن ابی طالبؓ ھوان البیّنۃ علی المدعی والیمین علی من انکر لان کلام الخصوم ینقطع وینفصل بہ : وقال ابی بن کعبؓ فصل الخطاب الشھود والایمان ، (تفسیر خازن ج ۶ ص۴۵)
ترجمہ : اور حضرت علیؓ نے فرمایا کہ (فصل الخطاب) وہ مدعی کے ذمہ گواہوں کا ہونا اور مدعی علیہ کے ذمہ قسم کھانا ہے ، کیونکہ عدالت میں جھگڑنے والوں کا کلام اسی قانون کی وجہ سے منقطع ہوجاتا ہے اور جُدا ہوجاتا ہے اور حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا کہ فصل خطاب سے مراد گواہ اور قسمیں ہیں !

ان تمام آیات قرآنیہ سے روز روشن کی طرح عیاں ہوا کہ مدعی کے ذمہ دعویٰ کو ثابت کرنے کے لیے گواہ لانا واجب ہے ، اور جب اس کے پاس گواہ نہ ہوں یا پورے گواہ نہ ہوں اور مدعی علیہ اس کے دعویٰ کا انکار کرے تو اسے قسم کھانا واجب ہے۔
اور یہ باب قضا میں ایسا قاعدہ کلیہ اور قانون ہے کہ دشمن کی بات اس پر ختم ہوجاتی ہے ،

احادیث سے ثبوت کہ قسم صرف مدعیٰ علیہ کے ذمہ ہے

قرآن کریم کی آیات اور تفاسیر کے حوالوں سے یہ ثابت کرنے کے بعد کہ مدعی کے ذمہ گواہ لانا ہے اور مدعا علیہ کے ذمہ قسم کھانا ہے ، اب ہم احادیث اور ان کی شروحات کی روشنی میں یہی ثابت کریں گے ، ملاحظہ ہو ،

حدیث نمبر ۱ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا گواہ مدعی کے ذمہ میں اور قسم مدعی علیہ کے ذمہ ہے ، چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں ہے۔

عن ابن عباسؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لو یعطی الناس بدعواھم لادعی ناس دماء رجال واموالھم ولکن الیمین علی المدعی علیہ ، (مشکوٰۃ شریف ص۳۲۶)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اگر لوگوں کو (ان کا مدعا) محض ان کے دعویٰ پر دے دیا جائے تو لوگ انسانوں کے خون اور ان کے مالوں کا دعویٰ کر دیں لیکن قسم مدعی علیہ کے ذمہ ہے۔

اور اس کی شرح نووی میں ہے امام نووی فرماتے ہیں،

وجاء فی روایت البیہقی باسنادٍ حسن او صحیح زیادۃ عن ابن عباسؓ مرفوعاً لکن البیّنۃ علی المدعی والیمین علی من انکر۔

(نووی شرح مسلم ج ۔ ص)

ترجمہ: اور بیہقی کی روایت میں حسن یا صحیح اسناد کے ساتھ ابن عباسؓ سے ان الفاظ کی زیادتی مروی ہے۔ لیکن گواہ مدعی کے ذمہ ہیں اور قسم اس کے ذمہ ہے جو انکار کرے،

یعنی اگر بفرض محال قانونِ اسلام یہ ہو جائے کہ ہر شخص کے محض دعویٰ کرنے پر گواہی کے بغیر اور مدعی علیہ کے اقرار کے بغیر فیصلہ ہو جایا کرے تو ہر شخص یہ دعویٰ کرے گا کہ فلاں پر میرا اتنا قرض ہے اور فلاں نے میرے عزیز کو قتل کر دیا ہے اس کا قصاص یا دیت مجھے دلوائی جائے، اس پر پورا نظام ہی بگڑ جائے گا، اس لیے مدعی کے ذمہ گواہ لانا ضروری ہے، اگر مدعی گواہ پیش نہ کر سکے یا اسکے پاس پورے گواہ نہ ہوں اور مدعا علیہ اس کے دعویٰ کا انکار کرتا ہو اور مدعی اس سے قسم کا مطالبہ کرے تو مدعی علیہ کو قسم کھانا ہوگا، نیز واضح ہو کہ یہ مالی معاملہ میں ہے اس سے حدود اور قصاص مستثنیٰ ہیں ان میں قسم نہیں ہے بلکہ گواہوں کے بغیر دعویٰ ہی غلط ہوگا۔

حدیث نمبر۲ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدّہ ان النبیّ صلی اللہ علیہ وسلّم قال البیّنۃ علی المدعی والیمین علی من انکر۔ (مشکوٰۃ ص۳۲۸)

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیبؓ اپنے باپ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گواہ مدعی کے ذمہ ہیں اور قسم اس کے ذمہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے جو انکار کرے (مدعی علیہ)
اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاری فرماتے ہیں،
و روی البیهقی و ابن عساکر عنه بلفظ، البیّنة علی المدعی والیمین علی من انکر الا فی القسامة، (مرقاة ج ۴ ص ۱۶۰)

ترجمہ: اور بیہقی و ابن عساکر نے حضرت عمرو بن شعیب سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا کہ گواہ مدعی کے ذمہ ہیں اور قسامہ کے علاوہ (باقی امور میں) قسم مدعی علیہ کے ذمہ ہے۔

(نوٹ) قسامت (قسامة غوابة) کی طرح اقسام کا مصدر ہے جیسے انصاف مصدر ہے، پھر قسامة وہ قسمیں ہیں جو اس محلہ کے لوگ اٹھاتے ہیں جس میں کوئی مقتول پایا جائے اور اس کے قاتل کا پتہ نہ ہو اس محلہ میں پچاس لوگ قسمیں اٹھاتے ہیں جنہیں مقتول کے وارث منتخب کریں ان میں سے ہر شخص یہ قسم اٹھائے گا کہ نہ تو میں نے اسے قتل کیا ہے اور نہ ہی مجھے اس کے قاتل کا پتہ ہے، اور علی من انکر میں لفظ من عام مخصوص عنه البعض ہے اس سے حدود اور لعان وغیرہ بھی مستثنیٰ ہیں۔ چنانچہ ملا علی قاری شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں وهذا عام خص منه الحدود واللعان و نحوهما۔ (مرقاة شرح مشکوٰۃ ج ۴ ص ۱۵۵)

حدیث نمبر ۳ ابوحنیفة عن الشعبی عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم المدعی علیه اولی بالیمین اذا لم یکن بیّنة۔ (مسند امام اعظم ص ۲۲۱)

ترجمہ: امام ابوحنیفہؒ امام شعبی سے وہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مدعیٰ علیہ کے ذمہ قسم کا ہونا اولیٰ ہے جب (مدعی کے پاس) گواہ نہ ہوں،

حدیث نمبر ۴ و روی الامام ایضاً من طریق حماد عن ابراهیم عن شریح بن الحارث عن عمر بن الخطابؓ رفعه، قضی بالبیّنة علی المدعی والیمین علی المدعی علیه اذا انکر کذا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رواہ ابن خسرو من طریق عبد اللہ بن عبد الرحمٰن القرشی عن الامام ، (تنسیق النظام شرح مسند الامام ص۲۲۱)

ترجمہ : اور امام ابو حنیفہؒ نے سند مذکور کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدعی پر گواہوں کے ساتھ اور مدعی علیہ پر قسم کے ساتھ جب اس نے تسلیم دعوی سے انکار کیا ، فیصلہ فرمایا ، اسی طرح اس حدیث کو ابن خسرو نے عبد اللہ بن عبد الرحمٰن قرشی کے طریق سے امام ابو حنیفہ سے روایت کیا ،

حدیث نمبر ۵ | محمد عن ابی حنیفة عن حماد عن ابراهیم قال البیّنة علی المدعی والیمین علی المدعی علیه قال محمد وبه ناخذ (کتاب الآثار للامام محمد)

ترجمہ : امام محمد نے سند مذکور کے ساتھ حضرت ابراہیم نخعی سے روایت کی کہ گواہ مدعی کے ذمہ ہیں اور قسم مدعی علیہ کے ذمہ ہے ، امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں ،

وکذا رواہ الامام ابو یوسف عن ابیه عن ابی حنیفة عن حماد عن ابراهیم ، (کتاب الآثار للامام ابو یوسف)

ترجمہ : اور اسی طرح امام ابو یوسف نے سند مذکور کے ساتھ حضرت ابراہیم نخعی سے روایت کی ،

حدیث نمبر ۶ | وروی القاضی ابوبکر بن عبد الباقی من طریق ابی یوسف عن ابی حنیفة عن حماد عن ابراهیم عن الشعبی عن ابن عباسؓ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم : المدعی علیه اولی بالیمین اذا لم یکن بیّنة (حاشیة کتاب الآثار لابی یوسف ص۱۴۱)

ترجمہ : اور قاضی ابو بکر بن عبد الباقی نے از امام ابو یوسف از امام ابو حنیفہ از حماد از ابراہیم از شعبی از ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا انھوں نے کہا کہ رسول اللہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدعی علیہ پر قسم اولی ہے جب مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں۔

حدیث نمبر ۷ و روی الامام ایضاً عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ رفعہ، البیّنۃ علی المدعی والیمین علی المدعی علیہ، (تنسیق النظام شرح مسند الامام ص ۲۲۱)

ترجمہ: اور امام ابوحنیفہؒ نے حضرت عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ سے اور وہ انکے دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، گواہ مدعی کے ذمہ ہیں اور قسم مدعیٰ علیہ کے ذمہ ہے۔

حدیث نمبر ۸ ابو حنیفۃ عن حماد عن الشعبی عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والمدعی علیہ اولی بالیمین اذا لم تکن لہ بیّنۃ، (جامع المسانید ج ۲ ص ۲۷)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ نے سند مذکور کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مدعیٰ علیہ کے ذمہ قسم اولیٰ ہے جب اس (مدعی) کے پاس گواہ نہ ہوں،

حدیث نمبر ۹ ابو حنیفۃ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم قال: البیّنۃ علی المدعی والیمین علی المدعی علیہ اذا انکر، (جامع المسانید ج ۲ ص ۲۷)

ترجمہ: امام ابوحنیفہؒ نے سند مذکور کے ساتھ روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گواہ مدعی کے ذمہ ہیں اور مدعیٰ علیہ کے ذمہ قسم ہے جب وہ انکارِ دعویٰ کرے۔

حدیث نمبر ۱۰ ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراھیم عن شریح بن الحارث عن عمر بن الخطابؓ عن النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قضی بالبیّنۃ علی المدعی والیمین علی المدعی علیہ اذا انکر۔ (جامع المسانید۔ ج ۲ ص ۲۷)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ترجمہ: امام ابوحنیفہؒ سند مذکور کے ساتھ حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدعی کے ذمہ گواہوں کے ساتھ اور مدعیٰ علیہ پر قسم کے ساتھ جب اس نے انکار کیا، فیصلہ فرمایا۔

حدیث نمبر ۱۱ روی البغوی بسندہ: عن عبد اللہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حلف علی یمین صبرٍ یقتطع بھا مال امرءٍ مسلمٍ لقی اللہ وھو علیہ غضبان: فانزل اللہ تصدیق ذلک ان الذین یشترون بعھد اللہ و ایمانھم ثمناً قلیلاً (آل عمران: ۷۷) الی اٰخر الآیۃ: فدخل الاشعث بن قیس، فقال ماحدثکم ابوعبد الرحمٰن؟ فقالوا کذا وکذا: فقال فیّ انزلت کانت لی بئرٌ فی ارض ابن عم لی، فاتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال بینتک او یمینہ، قلت: اذًا یحلف علیھا یارسول اللہ، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حلف علی یمین صبرٍ وھو فاجرٌ فیھا یقتطع بھا مال امرءٍ، لقی اللہ یوم القیامۃ وھو علیہ غضبان، ھذا حدیث متفق علی صحتہ۔

(شرح السنۃ۔ ج۱۰ ص۹۹)

ترجمہ: امام بغوی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہؓ سے روایت کیا انہوں نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص صبر کی قسم کے ساتھ قسم اٹھائے اس سے اس کا مقصد قسم اٹھا کر کسی مسلمان کا مال لینا ہو تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ اس پر ناراض ہوگا، پس اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی، بلاشبہ جو لوگ حقیر معاوضہ لیتے ہیں، اس عہد کے مقابلہ میں جو اللہ تعالیٰ سے (انہوں نے) کیا اور اپنی قسموں کے مقابلہ میں، (الی آخرہ) تو حضرت اشعث بن قیسؓ تشریف لائے پھر فرمایا تمہیں ابوعبدالرحمٰن نے کیا بتایا ہے تو (صحابہ) نے کہا ایسے اور ایسے بتایا، پھر انھوں نے فرمایا، یہ آیت میرے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بارے میں نازل ہوئی، میرے چچے کے بیٹے کی زمین میں میرا ایک کنواں تھا، تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا تیرے گواہ یا اس کی قسم ہے میں نے عرض کیا یا رسول وہ اس پر قسم اٹھائے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جھوٹی قسم کھائے تاکہ اس کے ذریعہ کسی مسلمان کا مال کھائے تو وہ قیامت کے دن اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوگا۔

یمین صبر کا معنی صبر کا لغوی معنی ہے روکنا، چنانچہ امام بغوی شرح السنۃ میں فرماتے ہیں واصل الصبر الحبس، اور یمین صبر سے مراد وہ قسم ہے جو سلطان یا حاکم عدالت کسی شخص کو اس وقت تک روکے رکھے جب تک وہ قسم نہ اٹھائے اور یمین صبر سے مراد یہ بھی ہو سکتی ہے کہ کوئی شخص کسی کا مال ناحق لینے کے لیے دیدہ دانستہ جھوٹی قسم کھائے حدیث کے الفاظ، وھو فاجر فیھا، سے بھی اسی مفہوم کی تائید ہوتی ہے، اور امام بغوی فرماتے ہیں

وفی الحدیث دلیل علی ان من ادعی عیناً فی ید اٰخر، او دیناً فی ذمۃ فانکر فالقول قول المدعی مع یمینہ وعلی المدعی البینۃ وھو قول عامۃ اھل العلم (شرح السنۃ ج ۱۰ ص۱۰۱)

ترجمہ: اور اس حدیث میں اس پر دلیل موجود ہے کہ جو شخص دوسرے کے قبضہ میں عین شئی یا اس کے ذمہ قرض کا دعویٰ کرے اور مدعی علیہ اس کا انکار کرے تو مدعی علیہ کا قول معتبر ہوگا اس کی قسم کے ساتھ اور مدعی کے ذمہ گواہ ہونگے، اور یہ قول ہے عام اہل علم کا،

حدیث نمبر ۱۲ روی بسندہ عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنھما، ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: البینۃ علی المدعی واحسبہ، قال والیمین علی المدعی علیہ، ھذا حدیث صحیح

(شرح السنہ ج ۱۰ ص۱۰۱)

ترجمہ: امام بغوی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گواہ مدعی کے ذمہ ہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(ابن عباس فرماتے ہیں) اور میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا اور قسم مدعیٰ علیہ کے ذمہ ہے،

حدیث نمبر ۱۳ وعن ابی امامۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اقتطع حق امرءٍ مسلم بیمینہ فقد اوجب اللہ لہ النار وحرم علیہ الجنّۃ فقال لہ رجل وان کان شیئًا یسیر یا رسول اللہ، قال وان کان قضیبًا من اراكٍ، (مشکوٰۃ شریف ص۳۲۷)

ترجمہ: اور حضرت ابو امامہؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص نے اپنی قسم کے ذریعے کسی مسلمان کا حق تلف کیا تو بلاشبہ اللہ تعالےٰ نے اس پر آگ واجب کردی اور اس پر جنت حرام فرمادی تو کسی شخص نے کہا یا رسول اللہ اگرچہ وہ معمولی چیز ہو آپ نے فرمایا اگرچہ وہ پیلو کے درخت کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔

حدیث نمبر ۱۴ عن علقمۃ بن وائل عن ابیہ قال جاء رجل من حضرموت ورجل من کندۃ الی النّبی صلی اللہ علیہ وسلم، فقال الحضرمیّ یا رسول اللہؐ ان ھذا غلبنی علی ارض لی فقال الکندیّ ھی ارضی وفی یدی لیس لہ فیھا حق، فقال النّبیّ صلی اللہ علیہ وسلم للحضرمیّ الك بیّنۃ قال لا قال فلك یمینہ قال یا رسول اللہ ان الرجل فاجر لا یبال علی ما حلف علیہ ولیس یتورع من شئ قال لیس لك الا ذلك فانطلق لیحلف فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لمّا ادبر لئن حلف علی مالہ لیاکلہ ظلمًا لیلقینّ اللہ وھو عنہ معرض، (مشکوٰۃ ص۳۲۸)

ترجمہ: حضرت علقمہ بن وائل سے مروی ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا، (ایک دن) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حضرموت کا رہنے والا اور ایک کندہ کا آیا تو حضرمی نے عرض کی یا رسول اللہ بلاشبہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس شخص نے میری زمین پر قبضہ کر لیا ہے، کندی نے کہا، وہ میری زمین ہے، میرے قبضہ میں ہے، اس کا اس زمین میں کوئی حق نہیں، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرمی سے فرمایا، کیا تیرے پاس گواہ ہیں اس نے عرض کیا۔ گواہ تو کوئی نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرمی سے فرمایا پھر تیرے لیے اس سے قسم لینا ہے۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک یہ شخص فاجر ہے اور کسی شئی کا خوف نہیں رکھتا اسے قسم کی کیا پرواہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سوائے قسم کے تیرا کوئی حق اس پر نہیں ہے جا اور اسے حلف دے (یا اس سے قسم لے لے) جب وہ لوٹا تو آپ نے ارشاد فرمایا اگر اس نے اس کا مال ظلماً دبا لینے کے لیے قسم کھالی تو قیامت کے دن یہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح ملاقات کرے گا کہ وہ (اللہ تعالیٰ) اس کی طرف نگاہ التفات ہرگز نہ فرمائے گا۔

حدیث نمبر ۱۵ ورواه هذا الحديث ابو داؤد في سننه : عن محمد بن عيسى، ثنا ابو معاوية، ثنا الاعمش، عن شفيق عن الاشعث،

ترجمہ: اور اس حدیث کو امام ابو داؤد نے اپنی سنن میں حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حدیث نمبر ۱۶ وايضاً رواه عن محمود بن خالد، ثنا الفريابي حدثنا الحدث بن سليمان، حدثني كردوس عن الاشعث بن قيس۔

ترجمہ: اور اس حدیث کو ابو داؤد نے محمود بن قیس کی سند سے بھی حضرۃ اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حدیث نمبر ۱۷ ورواه ايضاً عن هناد بن السرى، حدثنا ابو الاحوص، عن سماك عن علقمة بن وائل بن حجر الحضرمي باختلاف اللفظ۔

ترجمہ: اور اس حدیث کو ابو داؤد نے ھناد بن سری کی سند سے انھوں نے کیا ہم سے حدیث بیان کی ابو الاحوص نے سماک سے انھوں نے حضرت علقمہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بن وائل بن حجر حضرمی سے کچھ الفاظ کے اختلاف کے ساتھ روایت کیا ،

حدیث نمبر ۱۸ عن ابن ابی ملیکۃ ، قال کتب الی ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضی بالیمین علی المدعیٰ علیہ ، رواہ ابو داؤد عن عبد اللہ بن مسلمۃ القعنبی ، حدثنا نافع بن عمر ، عن ابن ابی ملیکۃ (ابو داؤد ۔ ج ۔ ۳ ص ۳۱۱ ، ص ۳۱۲) وقال ھذا حدیث حسن صحیح والعمل علی ھذا عند اھل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وغیرھم ان البیّنۃ علی المدعی والیمین علی المدعی علیہ ، (حسن سنبلی ص ۲۲۲)

ترجمہ : حضرت ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ میری طرف ابن عباس رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدعیٰ علیہ کے ذمہ قسم کے ساتھ فیصلہ فرمایا ، اس حدیث کو ابو داؤد نے عبد اللہ بن مسلمۃ قعنبی سے انھوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی نافع بن عمر نے ابن ابی ملیکہ سے ، علامہ حسن سنبلی فرماتے ہیں ، ابو داؤد نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے اور ان کے علاوہ اہلِ علم کا اس حدیث پر عمل ہے کہ گواہ مدعی پر ہیں اور قسم مدعیٰ علیہ پر ہے۔

حدیث نمبر ۱۹ عن ابی الملیح الھذلی ، قال کتب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ الی ابی موسیٰ الاشعری وفیہ ان البیّنۃ علی من ادعی والیمین علی من انکر ، رواہ الدارقطنی عن ابی جعفر محمد بن سلیمان بن النعمانی ، ثنا عبد بن عبد الصمد بن ابی خداش ، ثنا عیسی بن یونس ، ثنا عبید اللہ بن ابی حمید ، عن ابی الملیح الھذلی ۔

ترجمہ : حضرت ابو الملیح الہذلی سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا اس (خط) میں یہ لکھا کہ گواہ مدعی پر ہیں اور قسم مدعیٰ علیہ پر ہے اس حدیث کو دارقطنی نے درج بالا سند کے ساتھ اپنی سنن میں روایت کیا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حدیث نمبر ۲۰ وایضًا رواہ عن محمد بن مخلد، حدثنا عبد
اللہ بن احمد بن حنبل حدثنی ابی، اخبرنا، سفیان بن
عیینہ، نا ادریس الاودی، عن سعید بن ابی بردۃ واخرج الکتاب
فقال: ھذا کتاب عمر: ثم قرئ علی سفیان،
(دارقطنی ج ۔ ۴ ۔ ص ۲۰۷)

ترجمہ: اور نیز اس حدیث کو دارقطنی نے بطریق محمد بن مخلد حضرت سعید بن ابی بردہ سے روایت کیا (اور اس میں اسقدر الفاظ زائد ہیں) کہ حضرت ادریس اودی نے وہ خط نکالا پھر فرمایا، یہ حضرت عمر کا خط ہے، پھر اسے حضرت سفیان بن عیینہ کو پڑھ کر سنایا گیا۔

حدیث نمبر ۲۱ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدعیٰ علیہ اولی بالیمین رواہ
الدارقطنی عن محمد بن موسیٰ بن سھل البربھاری، حدثنا محمد
بن معاویۃ بن صالح، نا عباد بن العوام عن حسین المعلم عن
عمرو، (دارقطنی)

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیبؓ سے مروی ہے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے والد (حضرت عمرو کے داد) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قسم مدعیٰ علیہ کا حق ہے، اس حدیث کو امام دارقطنی نے بسند مذکور حضرت عمروؓ سے روایت کیا،

نوٹ: اولی کے معنی اگرچہ بہتر کے کئے جاتے ہیں تاہم جب اس کا صلہ با آتا ہے تو اس کے معنی حقدار یا زیادہ حق رکھنے والے کے ہوتے ہیں، جس سے مراد یہ ہے کہ اس کے مقابلہ میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دوسرے کی کوئی اہمیت نہیں جیسے النبی اولی بالمؤمنین من انفسہم، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی نسبت ان کی جانوں کے زیادہ حقدار ہیں، یعنی مسلمان خود اپنی جانوں کے اس قدر حقدار نہیں جس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی جانوں کے حقدار ہیں، اور اولی کے معنی اقرب کے بھی ہوتے ہیں اور یہ پہلے معنی سے مختلف نہیں۔

حدیث نمبر ۲۲ وایضًا: رواہ عن رضوان بن احمد بن اسحاق الصیدلانی: حدثنا عبدالکریم بن الھیثم، نا عبداللہ بن محمد بن الربیع الکرمانی، نا عباد، عن الحسین المعلم باسنادہ مثلہ (دارقطنی ۔ ج ۔ ۴ ص ۲۱۶)

ترجمہ: اور امام دارقطنی نے اسی طرح کی حدیث رضوان بن احمد کے طریق سے بھی حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

حدیث نمبر ۲۳ عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: البیّنۃ علی من ادعی، والیمین علی من انکر الا فی القسامۃ: رواہ عن محمد بن صاعد وابی بکر النیشابوری وابی علی الصفّار قالوا: حدثنا عباس بن محمد الدروی، نا عثمان بن محمد بن عثمان بن ربیعۃ بن ابی عبدالرحمٰن الرازی: نا مسلم بن خالد، عن ابن جریج عن عطاء عن ابی ھریرۃ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گواہ اس شخص کے ذمہ ہیں جس نے دعویٰ کیا اور قسم اس کے ذمہ ہے جس نے (مدعی کے دعویٰ کا) انکار کیا سوائے قسامت کے۔ اس حدیث کو دارقطنی نے سند مذکور کے ساتھ حضرت عطاء سے انہوں نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا،

حدیث نمبر ۲۴ ورواہ عن ابراھیم بن محمد العمری، نا الزبیر بن بکار، نا محمد بن الضحاک ومطرف بن عبداللہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قالا : نا مسلم بن خالد ، ح وحدثنا ابوبکر النیشا بوری وابوعلی الصفار قالا : نا عباس بن محمد نا مطرف ، عن مسلم بن خالد ، ح وحدثنا ابن مخلد نا ابراھیم بن محمد العتیق نا مطرف عن الزنجی بن خالد عن ابن جریج عن عمرو بن شعیب ، مثلہ ،

ترجمہ : اور دارقطنی نے ابراہیم بن محمد عمری سے اس کو روایت کیا اس نے کہا کہ ہم سے یہ حدیث زبیر بن بکار نے بیان کی انہوں نے کہا کہ مجھ سے محمد بن ضحاک اور مسلم بن خالد نے بیان کی (تحویل سند) اور بطریق ابوبکر نیشا پوری اور ابوعلی صفار ، حضرت عمرو بن شعیب سے اسی طرح روایت کیا ۔

حدیث نمبر ۲۵ | وروی عن ابی حامد محمد بن ھارون نا احمد بن منیع نا محمد بن الحسن بن ابی یزید الھمدانی ، ح وحدثنا احمد بن محمد بن ابی شیبہ ونا محمد بن ھشام المروذی قالا : نا محمد بن الحسن نا حجاج باسنادہ مثلہ ،

ترجمہ : اور دارقطنی نے سند مذکور کے ساتھ حضرت عمرو بن شعیب سے وہ اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے اسی طرح کی حدیث روایت کی ۔

حدیث نمبر ۲۶ | عن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : البیّنۃ علی المدعی والیمین علی المدعیٰ علیہ ، (دارقطنی ج ۴ ص ۲۱۸)

روی عن عبد اللہ بن احمد بن ربیعۃ حدثنا اسحاق بن خالد نا عبد العزیز بن عبد الرحمٰن نا ابوحنیفۃ عن حماد عن ابراھیم عن شریح ، عن عمر ،

ترجمہ : حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدعی کے ذمہ گواہ ہیں ، اور مدعیٰ علیہ کے ذمہ قسم ہے ، امام دارقطنی نے اس حدیث کو سند مذکور کے ساتھ امام ابوحنیفہ سے انہوں نے حضرت حماد سے انہوں نے حضرت ابراہیم سے انہوں نے حضرت شریح سے انہوں نے حضرت عمرؓ سے روایت کیا ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حدیث نمبر ۲۷ عن ابن عمران النّبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: المدعیٰ علیہ اولی بالیمین، الاان تقوم بیّنۃ، روی ذٰلک الدارقطنی عن ابن صاعد نا محمد بن عمرو بن هیاج حدثنا یحییٰ بن عبد الرحمٰن الارحبی حدثنی عبیدۃ ابن الاسود، ثنا القاسم بن الولید، عن سنان بن الحارث بن مصرف عن طلحۃ بن مصرف عن مجاهد عن ابن عمر۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدعیٰ علیہ کے ذمہ قسم اولیٰ ہے مگر اس وقت جب مدعی گواہ قائم کردے، اس حدیث کو دارقطنی نے سند مذکور کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

حدیث نمبر ۲۸ عن عمران بن حصین قال: امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشاهدین علی المدعی، والیمین علی المدعی علیہ، روی ذٰلک الدارقطنی عن عبد اللہ بن محمد بن عبد العزیز حدثنا احمد بن عیسی المصری نا عبد اللہ بن وهب اخبرنی یزید بن عیاض عن عبد الملک بن عبید عن خدفیق بنت الحصین عن عمران،

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدعی کو (ثبوتِ دعویٰ کے لیے) دو گواہوں کا حکم دیا اور مدعیٰ علیہ کو قسم کا حکم فرمایا، اس حدیث کو امام دارقطنی نے بطریق مذکور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حدیث نمبر ۲۹ عن زید بن ثابتؓ قال: قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من طلب عند اخیہ بغیر شهداء فالمطلوب اولی بالیمین روی ذٰلک الدارقطنی عن محمد بن مخلد نا الرمادی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نانعیم بن حماد نا مروان بن معاویۃ عن حجاج الصواف حدثنی حمید بن هلال عن زید بن ثابت۔ (دارقطنی۔ج ۴ ص ۲۱۸/۲۱۹)

ترجمہ: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس بات پر) فیصلہ فرمایا کہ جس شخص نے اپنے (مسلمان) بھائی سے بغیر گواہوں کے کوئی مطالبہ کیا تو مدعی علیہ کے ذمہ قسم اولی ہے، اس حدیث کو امام دارقطنی نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے سند مذکور کے ساتھ روایت کیا،

حدیث نمبر ۳ عن علقمۃ بن وائل بن حجر عن ابیہ: قال جاء رجل من حضرموت و رجل من کندۃ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فقال الحضرمیّ یارسول اللہ ان ھذا غلبنی علی ارض کانت لأبی، فقال الکندی ھی ارضی کانت فی یدی ازرعھا، لیس لہ فیھا حق: فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للحضرمیّ، الک بیّنۃ؟ قال لا، قال یمینہ: فقال یارسول اللہ انہ لایبالی علی ما حلف ولا یتورع من شیئ، فقال لیس لک منہ الا ذلک فانطلق بہ لیحلفہ، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لمّا ادبر: اما لئن حلف علی مالہ لیأکلہ ظلمًا، لیلقینّ اللہ وھو عنہ معرض، رواہ الدارقطنی عن محمد بن معلی والحسین بن اسماعیل قالا: نا یوسف بن موسیٰ نا الحسن بن الربیع: حدثنا ابوالاحوص عن سماک عن علقمۃ، (دارقطنی۔ج ۴ ص ۲۱۱)

ترجمہ: حضرت علقمہ بن وائل رضؓ سے مروی ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ حضرموت سے ایک آدمی اور کندہ کا ایک شخص (دونوں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو حضرمی نے کہا یہ شخص میری زمین پر قابض ہوگیا ہے (جو) میرے والد کی زمین تھی کندی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہا وہ میری زمین ہے میرے قبضہ میں تھی میں اسے آباد کرتا ہوں اس (حضرمی کا) اس زمین میں کوئی حق نہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرمی کو فرمایا کیا تیرے پاس گواہ ہیں؟ اس (حضرمی) نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا (تو پھر) اس کے ذمہ قسم ہے، حضرمی نے کہا یا رسول اللہ یہ شخص جس کے بارے میں قسم اٹھائے اس کی پرواہ نہیں کرتا (کہ یہ جھوٹ ہے یا سچ) تو آپ نے فرمایا تیرے لیے اس شخص سے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں، تو وہ (کندی) چلا تاکہ وہ اس پر قسم اٹھائے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب اس نے پیٹھ پھیری، اگر اس کندی نے اس کے مال پر قسم اٹھائی تاکہ وہ اسے زبردستی ہضم کر جائے تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس سے بیزار ہوگا۔ اس حدیث کو دارقطنی نے سند مذکور حضرت علقمہ سے روایت کیا۔

حدیث نمبر ۳۱ حدثنا ابو نعیم ثنا نافع بن عمر عن ابن ابی ملیکۃ قال کتب ابن عباس الیّ ان النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم قضی بالیمین علی المدعیٰ علیہ، (بخاری شریف۔ ج۱ ص۳۶۷) ورواہ مسلم عن ابی بکر بن ابی شیبۃ قال نا محمد بن بشر عن نافع (مسلم شریف ج۲ ص۷۴)

ترجمہ: امام بخاری فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو نعیم نے ان کو نافع بن عمر نے ابن ابی ملیکہ سے انہوں نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے میری طرف لکھا، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدعیٰ علیہ پر قسم کے ساتھ فیصلہ فرمایا۔

حدیث نمبر ۳۲ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لو یعطی الناس بدعواھم لادعی ناس دماء رجال و اموالھم ولکن الیمین علی المدعیٰ علیہ، رواہ مسلم عن ابی الطاھر احمد بن عمرو بن سرح قال اخبرنا ابن وھب عن ابن جریج عن ابن ابی ملیکۃ عن ابن عباس، (مسلم شریف۔ ج۲۔ ص۷۴)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لوگوں کو محض ان کے دعویٰ پر دیدیا جائے تو لوگ انسانوں کے خون

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور مالوں کا دعویٰ کر دیں" لیکن مدعیٰ علیہ کے ذمہ قسم ہے ، اس حدیث کو امام مسلم نے سند مذکور کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ۔

اس حدیث کی شرح میں امام نوویؒ فرماتے ہیں ، کہ اس حدیث میں احکام شرع کے قواعد میں ایک عظیم قاعدہ ہے ، اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ کسی شخص کا قول جس چیز میں وہ دعویٰ کرتا ہے محض دعویٰ کرنے سے قبول نہ ہوگا ، بلکہ وہ گواہوں یا مدعیٰ علیہ کی طرف سے تصدیق کا محتاج ہوگا ، اور اگر مدعیٰ علیہ سے قسم کا مطالبہ کیا جائے تو اسے قسم اٹھانا ہوگی ، اور اس کی حکمت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرما دی ، کہ اگر لوگوں کو محض ان کے دعویٰ پر دیدیا جائے تو لوگ دوسروں کے مال وجان کا دعویٰ کر دیں اور ان کے لیے یہ جائز ہو جائے تو مدعیٰ علیہ کے لیے اپنے مال وجان کی حفاظت ناممکن ہوگی اس لیے مدعی کے ذمہ اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لیے گواہ لانا ضروری ہے اور مدعیٰ علیہ کے ذمہ قسم ضروری ہے ۔ (نووی شرح مسلم)

حدیث نمبر ۳۳ | عن عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی خطبتہ : البیّنۃ علی المدعی ، والیمین علی المدعی علیہ (اخرجہ الترمذی) (جامع الاصول ج ۱۰ ص۵۵۴)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا ، کہ گواہ مدعی کے ذمہ ہیں اور قسم مدعی علیہ کے ذمہ ہے ۔

حدیث نمبر ۳۴ | واخرج الطبرانی من روایۃ سفیان عن نافع عن ابن عمر بلفظ : البیّنۃ علی المدعی والیمین علی المدعیٰ علیہ ، وقال لم یروہ عن سفیان الا الفریابی ۔ (فتح الباری ج ۵ ص۲۱۶)

ترجمہ : اور امام طبرانی نے بروایۃ سفیان وہ نافع سے وہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے راوی ہیں ، کہ گواہ مدعی کے ذمہ ہیں اور قسم مدعیٰ علیہ کے ذمہ ہے اور امام طبرانی نے فرمایا : حضرت سفیان سے فریابی کے علاوہ اسے کسی نے روایت نہیں کیا ،

ان تمام احادیث مبارکہ سے واضح ہوگیا کہ مدعی کے ذمہ اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لیے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

گواہ لانا ضروری ہے اور مدعیٰ علیہ جب اس کے دعویٰ کا انکار کرے اور مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں یا مدعی دو گواہ پیش نہ کرسکتا ہو اور وہ (مدعی) مدعیٰ علیہ سے قسم کا مطالبہ کرے تو مدعیٰ علیہ کو قسم اٹھانا ضروری ہوگا اور اس سے حدود و قصاص اور لعان وغیرہ مستثنیٰ ہیں،

حدیث "البیّنة علی المدعی" کی حیثیت

حدیث "البیّنة علی المدعی والیمین علی من انکر" حدیثِ صحیح ہے، چنانچہ اس حدیث کو اصحابِ صحاح، امام بغوی، ابن اثیر، اور بیہقی اور دارقطنی نے روایت کیا، اور امام بغوی نے فرمایا ہذا حدیث صحیح (شرح السنتہ ج۱۰ ص۱۰۱) اور امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے، اور امام بیہقی نے اس حدیث کو سند حسن یا سند صحیح کے ساتھ روایت کیا چنانچہ امام نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں، وقد رواہ ابو داؤد والترمذی باسانیدھما عن نافع بن عمر الجمحی عن ابن ابی ملیکة عن ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوعًا، قال الترمذی : حدیث حسن صحیح، وجاء فی روایت البیھقی وغیرہ، باسناد حسن او صحیح زیادة عن ابن عباس رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ (نووی شرح مسلم ج۲ ص۷۴)

اور یہ حدیث اپنے معنیٰ کے اعتبار سے متواتر ہے، مفتی احمد یار صاحب نعیمی مرآة میں فرماتے ہیں، خیال رہے، کہ مدعی کے ذمہ گواہی اور مدعیٰ علیہ کے ذمہ قسم ہونا عظیم الشان قاعدہ ہے' اور یہ حدیث معنیً متواتر ہے جیسے حدیث انما الاعمال بالنیات متواتر ہے مدعی پر قسم نہیں اور مدعیٰ علیہ پر گواہ نہیں ہیں، (مرآة شرح مشکوٰة ج۵ ص۳۹۳)

اور مصنفِ حسامی علامہ نظام الدین لکھتے ہیں۔

ومثال العرض علی الخبر المشھور روایة القضاء بشاھد ویمین فانہ خرج مخالفًا لقولہ علیہ السلام، البیّنة علی المدعی والیمین علی من انکر۔

ترجمہ: اور حدیث مشہور کے ساتھ خبر واحد کے تعارض کی مثال ایک گواہ کے ساتھ اور قسم کے ساتھ قضاء کی روایت ہے، پس بلاشبہ وہ حدیث حضور اکرم صلی اللہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

علیہ وسلم کے ارشاد البیّنۃ علی المدعی والیمین من انکر، کے معارض ہے۔
اس کی شرح میں صاحب فصول لکھتے ہیں،

وھو ما روی عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قضی بشاھد ویمین، وانہ مخالف للحدیث المشھور، وھو قولہ علیہ السلام، البیّنۃ علی المدعی والیمین علی من انکر۔

(فصول الحواشی مع الخمسین ص۲۹)

ترجمہ: اور وہ خبر واحد (جو حدیث مشہور کے مخالف ہے) وہ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں، کہ آپ نے ایک گواہ اور مدعی کی قسم پر فیصلہ فرمایا اور بلاشبہ یہ روایت حدیث مشہور" البیّنۃ علی المدعی والیمین علی من انکر"، کہ گواہ مدعی کے ذمہ ہیں اور قسم مدعیٰ علیہ کے ذمہ ہے، کے مخالف ہے،

اور صاحب توشیح فرماتے ہیں،

ثم انہ خالف ما فی الصحیحین والسنن الاربعۃ من الحدیث المشھور عن ابن عباس مرفوعًا لو یعطی الناس بدعواھم لادعی رجال اموال قوم ودمائھم لکن البیّنۃ علی المدعی والیمین علی المدعیٰ علیہ وفی روایۃ علی من انکر وفی روایۃ البیھقی عن ابن عمر بلفظ" المدعیٰ علیہ اولی بالیمین الا ان یقوم علیہ البیّنۃ، (حاشیۃ التوشیح علی التلویح شرح توضیح ص۲۷۸)

ترجمہ: وہ حدیث (قضاء بالیمین والشاھد) صحیحین (بخاری مسلم) اور سنن اربعہ (ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ، ترمذی) کی حدیث مشہور کے خلاف ہے جو ابن عباس سے مرفوعًا مروی ہے، کہ اگر لوگوں کو محض ان کے دعویٰ پہ دیدیا جائے تو لوگ دوسروں کے مال اور خونوں کا دعویٰ کر دیں لیکن گواہ مدعی پر ہیں اور قسم مدعیٰ علیہ پر ہے اور ایک روایت میں علی من انکر کے الفاظ ہیں، اور ابن عمرؓ سے بیہقی کی روایت میں الفاظ مذکورہ کے ساتھ ہے) کہ قسم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مدعیٰ علیہ کا حق ہے، مگر (اس وقت جب) اس کے خلاف گواہ قائم ہو جائیں۔

ان دلائل قاہرہ سے روز روشن کی طرح عیاں ہوا کہ "حدیث البیّنۃ علی المدعی والیمین علی من انکر" معنیً متواتر اور لفظاً مشہور ہے اور حدیث مشہور کا قطعی اور واجب العمل ہونا متفق علیہ امر ہے لہذا مدعی کے ذمہ اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لیے گواہ لانا واجب ہے اور مدعیٰ علیہ سے جب قسم کا مطالبہ کیا جائے تو اسے قسم اٹھانا ضروری ہے مدعی سے قسم لینا جائز نہیں اور مدعیٰ علیہ پر گواہ نہیں، اس پر سب کا اتفاق ہے لیکن خصومات مالیہ میں آئمہ کا اختلاف ہے صرف اس صورت میں جب مدعی کے پاس ایک گواہ ہو، چنانچہ علامہ ملا علی قاری مرقاۃ میں فرماتے ہیں، وخلافھم فی الاموال، یعنی آئمہ کا اختلاف مالی جھگڑوں میں ہے، (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ۔ ج۔۴ ص۱۵۸)

اختلاف آئمہ امام ابو حنیفہ اور فقہاء کوفہ اور امام شعبی، حکم بن عتیبہ، ثوری، عطا، اور امام ابراہیم نخعی اور ابن ابی لیلیٰ اور امام زہری، ابن شبرمہ اور حضرت لیث، اور اندلس کے رہنے والے مالکی حضرات فرماتے ہیں کہ اگر مدعی کے پاس ایک گواہ ہو تو دوسرے گواہ کی جگہ اس سے قسم لے کر فیصلہ کرنا جائز نہیں، اور امام شافعی، مالک، احمد بن حنبل اور جمہور صحابہ (جن میں خلفاء اربعہ بھی ہیں) اور جمہور فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ خصومات مالیہ میں اگر مدعی کے پاس ایک گواہ ہو تو دوسرے گواہ کی جگہ مدعی سے قسم لے کر فیصلہ کرنا جائز ہے، (نووی شرح مسلم۔ ج۔۲۔ ص۷۴ واحکام القرآن للقرطبی۔ ج۔۳۔ ص۳۹۲ وشرح السنۃ۔ ج۔۱۰۔ ص۱۰۴)

دلائل آئمہ امام ابو حنیفہؒ اور دیگر آئمہ جو ایک گواہ اور مدعی کی قسم کے ساتھ فیصلہ کرنے کے قائل نہیں، ان کی دلیل قول باری تعالیٰ "فان لم یکونا رجلین فرجل وامرأتان" ہے کہ اگر گواہ دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں اور وجہ استدلال یہ ہے، کہ اگر مدعی کے پاس ایک گواہ کے ہوتے ہوئے دوسرے گواہ کی جگہ قسم لینا جائز ہوتا، تو فرجل وامرأتان کے بجائے فرجل ویمین ہوتا، لیکن اللہ تعالیٰ نے فرجل ویمین کی بجائے وامرأتان ارشاد فرمایا تو معلوم ہوا کہ اگر مدعی کے پاس ایک مرد گواہ ہو تو دوسرے گواہ کی جگہ قسم نہیں لی جائے گی بلکہ دو عورتوں کی گواہی لی جائے گی،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قاضی ثناء اللہؒ فرماتے ہیں :

بھذہ الآیۃ یحتج ابو حنیفۃ علی انہ لا یجوز الحکم بشاھد واحد ویمین المدعی فی الاموال کما لا یجوز فی غیرھا بالاجماع ،

(تفسیر مظہری ۔ ج ۱ ۔ ص ۴۲۴)

ترجمہ : اسی آیت سے امام ابو حنیفہ نے خصومات مالیہ میں مدعی کے پاس ایک گواہ کی موجودگی میں قسم کے ساتھ فیصلہ کرنے کے ناجائز ہونے پر استدلال کیا ہے جیسا کہ دیگر خصومات میں ایک گواہ کی موجودگی میں قسم کے ساتھ فیصلہ کرنا باجماع ناجائز ہے ،

نیز آئمہ احناف قضاء بالیمین والشاہد کے عدم جواز پر مذکورہ بالا حدیث "البیّنۃ علی المدعی والیمین علی من انکر" سے استدلال کرتے ہیں ، وجہ استدلال یہ ہے کہ البینۃ اور الیمین میں الف ولام استغراق کے لیے ہے ، تو اس حدیث کا معنی یہ ہوگا کہ جمیع بیّنات مدعی کی طرف ہیں اور جمیع ایمان (قسمیں) مدعی علیہ کے لیے ہیں ، چنانچہ ملا علی قاری فرماتے ہیں ، ولان ال فی البیّنۃ والیمین : للاستغراق فی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم البیّنۃ علی المدعی والیمین علی من انکر ای جمیع البینات فی جانب المدعی وجمیع الایمان فی جانب المنکر ۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۴ ۔ ص ۱۵۸)

امام شافعی ، امام مالک ، امام احمد بن حنبل اور جمہور فقہاء کی دلیل یہ حدیث ہے ،

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضی بالشاھد والیمین ۔	بلاشبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گواہ اور قسم کے ساتھ فیصلہ فرمایا ۔

قاضی ثناء اللہؒ فرماتے ہیں ، والجمھور یجوزون فی الاموال دون غیرھا محتجّین بما روی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قضی بالیمین مع الشاھد (مظہری ۔ ج ۱ ص ۴۲۴) اس حدیث کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں ابن عباسؓ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ، ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضی بیمین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وشاھد (مسلم شریف۔ ج۔۲۔ صـ۱۷۳) اور اسی حدیث کو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کیا (ابوداؤد۔ ج۔۲۔ صـ۱۵۲ وابن ماجہ۔ صـ۱۷۳) اور اس حدیث کی سند میں قیس بن سعد ہیں، امام نسائی فرماتے ہیں کہ قیس بن سعد ثقہ ہے، نیز اس حدیث کو بیہقی نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا، اور ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے، اس کی سند میں کوئی طعن نہیں، اور اس کی صحت پر اہل علم کا اتفاق ہے، چنانچہ امام زیلعی فرماتے ہیں، قال النسائی قیس بن سعد ثقة (الی ان قال) وقال ابن عبدالبر: ھذا حدیث صحیح: لا مطعن لاحد فی اسنادہ: ولا خلاف بین اھل العلم فی صحته۔ (نصب الرایة۔ ج۔۴۔ صـ۹۷)

اور امام ابن عبدالبر التمھید میں فرماتے ہیں،

وفی الیمین مع الشاھد آثار متواترة حسان ثابتة متصلة اصحھا اسناداً واحسنھا حدیث ابن عباس وھو حدیث لا مطعن لاحد فی اسنادہ ولا خلاف بین اھل المعرفة بالحدیث فی ان رجاله ثقات، (التمھید لابن عبدالبر۔ ج۔۲۔ صـ۱۳۸)

ترجمہ: اور گواہ کے ہمراہ قسم کے بارے میں کئی ایک متواتر اور حسان ثابتہ متصلہ حدیثیں ہیں جن میں سب سے زیادہ صحیح السند وحسن السند حدیث ابن عباس ہے اور وہ ایسی حدیث ہے جس کی سند میں کسی کو اعتراض نہیں اور حدیث کی معرفت رکھنے والوں کو اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں،

"حدیث ابن عباس کا جواب"

حدیث ابن عباس جس کو امام مسلم سیف بن سلیمان کے طریق سے ان کو خبر دی قیس بن سعد نے وہ عمرو بن دینار سے اور وہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں۔ اور ابوداؤد عبدالرزاق کے طریق سے انھیں محمد بن مسلم نے خبر دی عمرو بن دینار سے اس جیسی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں، اس حدیث کا جواب یہ ہے، کہ یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ عبداللہ بن عباسؓ سے عمرو بن دینار نے یہ حدیث نہیں سنی، چنانچہ دارقطنی کی روایت میں ہے: عن عمرو بن دینار عن طاؤس عن ابن عباس رضی اللہ عنھما، ان النبی صلی اللہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

علیه وسلم، فذکرہ، اور امام زیلعیؒ فرماتے ہیں۔

قال الترمذی فی: علل الکبیر: وسألت محمدًا عن هذا الحدیث فقال: ان عمرو بن دینار لم یسمعه من ابن عباس:
(نصب الرآیة - ج - ۴ - ص۹۸)

ترجمہ: امام ترمذی نے علل کبیر میں فرمایا: کہ میں نے محمد بن اسماعیل بخاریؒ سے اس حدیث کے متعلق پوچھا، تو آپ نے فرمایا، بلاشبہ عمرو بن دینار نے اسے ابن عباس سے نہیں سنا۔

اور نیز قیس بن سعد کا سماع عمرو بن دینار سے ثابت نہیں، چنانچہ امام طحاوی فرماتے ہیں۔

لا اعلم ان قیس بن سعد یحدث عن عمرو بن دینار بشیء
(شرح معانی الاثار - ج - ۲ ص۲۳۲)

ترجمہ: مجھے معلوم نہیں کہ قیس بن سعد اور عمرو بن دینار سے روایت کرتے ہوں۔
تو اس حدیث کی سند میں دو جگہ انقطاع پایا گیا، ایک امام بخاری کے نزدیک، عمرو بن دینار اور ابن عباس کے درمیان، اور دوسرا امام طحاوی کے نزدیک، قیس بن سعد اور عمرو بن دینار کے درمیان، چنانچہ امام زیلعی فرماتے ہیں۔

قال ابن القطان: فی کتابه وهذا الحدیث: وان کان مسلما قد اخرجه فی صحیحه۔ عن قیس بن سعد عن عمرو بن دینار۔ فهو یرمی بالانقطاع فی موضعین، قال الترمذی: قال البخاری عمرو بن دینار لم یسمع عن ابن عباس هذا الحدیث وقال الطحاوی: قیس بن سعد لانعلمه یحدث عن عمرو بن دینار بشیئ، واخرج الدارقطنی ما یوافق قول البخاري عن عبدالله بن محمد بن ربیعة ثنا محمد بن مسلم عن عمرو بن دینار عن طاؤس عن ابن عباس: قال قضی علیه السلام بالیمین مع الشاهد الواحد، ولکن هذا الروایة لاتصح

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

من جهة عبدالله بن محمد بن ربيعة وهو القوامی: يروی عن مالك، وهو متروك قاله الدارقطنی (نصب الراية ج۔۴ ص۹۵)

ترجمہ: ابن قطان نے اپنی کتاب میں کہا اس حدیث کو اگرچہ امام نے اپنی صحیح میں قیس بن سعد سے انھوں نے عمرو بن دینار سے روایت کیا تاہم اس حدیث کی سند میں دو جگہ انقطاع کا حکم کیا جاتا ہے، امام ترمذی نے کہا کہ امام بخاری نے فرمایا عمرو بن دینار نے ابن عباس سے یہ حدیث نہیں سنی، اور امام طحاوی نے فرمایا ہمیں معلوم نہیں کہ قیس بن سعد عمرو بن دینار سے کوئی حدیث روایت کرتے ہوں اور دارقطنی نے اپنی سنن میں بخاری کے قول کے موافق اس سند کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا، عبداللہ بن محمد بن ربیعہ سے روایت ہے وہ محمد بن مسلم سے وہ عمرو بن دینار سے وہ طاؤس سے انھوں نے ابن عباس سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گواہ کے ساتھ مدعی کی قسم پر فیصلہ فرمایا، لیکن یہ روایت عبداللہ بن محمد بن ربیعہ قدومی کی سند سے صحیح نہیں وہ امام مالک سے روایت کرتے ہیں، دارقطنی نے کہا کہ وہ متروک الروایت ہیں۔

اور امام بدرالدین عینی فرماتے ہیں: ان مسلمًا روی هذا الحديث من حديث سيف بن سليمان عن قيس بن سعد عن عمرو بن دينار عن ابن عباس الى اٰخره، وذكر الترمذی فی العلل الكبير سألت محمد بن اسماعيل عنه فقال عمرو بن دينار لم يسمع عندی هذا الحديث من ابن عباس وقال الطحاوی قيس لا نعلمه يحدث عن عمرو بن دينار بشيء فقد دمى الحديث بالانقطاع فی موضعين من البخاری بين عمرو وابن عباس ومن الطحاوی بين قيس وعمرو (عمدة القاری: ج۔۳ ص۲۴۵)

حدیث منقطع کی تعریف | حدیث منقطع وہ ہوتی ہے جس کی سند میں صحابہ سے پہلے کسی جگہ کوئی راوی ساقط ہو چنانچہ امام سخاوی فرماتے ہیں۔

المنقطع على المشهور (الذی اسقط) من روايته (قبل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الصحابی به) بسنده (داوفقط) من ای موضع کان،
(فتح المغیث - ج - ا ص۱۴۹)

ترجمہ: کہ قول مشہور پہ حدیث منقطع وہ ہوتی ہے، جس کی سند میں صحابی سے پہلے کوئی ایک راوی ساقط کر دیا گیا ہو۔

اور امام ابن حجر عسقلانی شرح نخبہ میں فرماتے ہیں،

(والا بان کان السقط اثنین غیر متولیین وفی موضعین مثلا وهو المنقطع وكذا ان سقط واحد فقط او اكثر من اثنين لكن بشرط عدم التوالى) (شرح نخبۃ الفکر)

ترجمہ: اور اگر ایسا نہ ہو (دو راوی مسلسل ساقط نہ ہوں) یا سقوطِ راوی دو الگ الگ جگہ ہو تو وہ حدیث منقطع ہو گی، اور اسی طرح اگر ایک راوی ساقط ہو یا دو سے زیادہ راوی ساقط ہوں، لیکن اس شرط پر کہ مسلسل نہ ہوں (تو وہ حدیث منقطع ہو گی)۔

اس کی شرح میں علامہ علی قاری فرماتے ہیں،

ویسمی ما سقط منه واحد منقطعا فی موضع وما سقط منه اثنان بالشرط منقطعًا فی موضعین۔

(شرح نخبۃ الفکر لعلی قاری ص۱۱۴)

ترجمہ: جس حدیث کی سند سے ایک راوی ساقط ہو اسے منقطع فی موضع کہتے ہیں، اور جس کی سند سے شرط مذکور کے ساتھ دو راوی ساقط ہوں اسے منقطع فی موضعین کہتے ہیں،

تو حدیث ابن عباس جس کو امام مسلم نے سیف بن سلیمان کی سند سے روایت کیا وہ حدیث منقطع فی موضعین قرار پاتی ہے،

حدیث منقطع کا حکم | حدیث منقطع کا حکم یہ ہے کہ وہ حدیث قابل استدلال نہیں، چنانچہ امام سخاوی فرماتے ہیں، وهو لايقوم به حجّة" (فتح المغیث - ج - ا ص۱۵۴)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور حدیث منقطع سے استدلال نہیں کیا جاتا، لہٰذا حدیث ابن عباس امام مسلم کی سند کے اعتبار سے منقطع فی موضعین ہے اور قابلِ استدلال نہیں، نیز امام مسلم کی سند میں سیف بن سلیمان ہے اور وہ ضعیف ہے، امام ذہبی نے میزان الاعتدال کے اندر انھیں ضعفا، میں ذکر کیا اور کہا کہ ان پر قدری ہونے کا الزام عائد کیا گیا ہے، نیز فرمایا کہ امام ابن عدی نے کامل میں انکا ذکر کیا اور یہ حدیث روایت کی اور فرمایا کہ عباس نے یحییٰ بن معین سے اس حدیث کے متعلق سوال کیا، تو انھوں نے فرمایا یہ حدیث محفوظ نہیں، (میزان الاعتدال۔ ج۔ ۳۔ ص ۲۵۵)

اور اس حدیث کو امام دارقطنی نے محمد بن مسلم کی سند سے بھی روایت کیا لیکن حدیث کی اس سند میں بھی ضعف پایا جاتا ہے، کیونکہ اس سند میں محمد بن مسلم راوی ضعیف ہے امام احمد بن حنبل نے اسے ضعیف کہا، چنانچہ امام عینی فرماتے ہیں، وضعّف احمد بن حنبل محمد بن مسلم۔

(عمدۃ القاری۔ ج۔ ۱۳ ص ۲۴۵)

لیکن امام بیہقی نے اپنی کتاب "الخلافیات" میں امام طحاوی کی تردید کرتے ہوئے اس بات کا اشارہ کیا کہ قیس بن سعد کا عمرو بن دینار سے سماع ثابت ہے اور اس روایت سے استدلال کیا جو اس سند سے مروی ہے، وہب بن جریر عن ابیہ قال سمعت قیس بن سعد یحدث عن عمرو بن دینار عن سعید بن جبیر عن ابن عباس، اور پھر فرمایا کہ کوئی بعید نہیں کہ قیس نے اس حدیث کے علاوہ کوئی اور حدیث بھی عمرو بن دینار سے روایت کی ہو چنانچہ امام عینی فرماتے ہیں، ورد البیھقی فی الخلافیات علی الطحاوی واشار الی ان قیساً سمع من عمرو واستدل علی ذلک بروایۃ وھب بن جریر عن ابیہ قال سمعت قیس بن یحدث عن عمرو بن دینار عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رض فذکر المحرم الذی وقصتہ ناقتہ، ثم قال البیھقی، ولا یبعد ان یکون لہ عن عمرو غیر ھذا، (عمدۃ القاری۔ ج۔ ۱۳ ص ۲۴۵)

جواب امام بیہقی علیہ الرحمہ کے اس ارشاد گرامی کا جواب یہ ہے، کہ وہب بن جریر کی اس روایت سے یہ لازم نہیں آتا کہ قیس بن سعد نے یہ حدیث عمرو بن دینار سے سنی ہو، چنانچہ امام عینی فرماتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قلت لم یصرح احد من اهل هذا الشان فیما علمنا ان قیسًا سمع من عمرو ولا یلزم من قول جریر سمعت قیسًا یحدث عن عمرو ان یکون قیس سمع ذلک من عمرو۔ (عمدة القاری ج ۱۳ ص ۲۴۵)

ترجمہ: (امام عینی فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ محدثین میں سے کسی نے عمرو بن دینار سے قیس بن سعد کے سماع کی تصریح نہیں کی اور جریر کے قول "میں نے قیس سے سنا وہ عمرو بن دینار سے حدیث بیان کرتے ہیں" سے لازم نہیں آتا کہ قیس بن سعد نے حدیث مذکور وقصتہ ناقتہ عمرو بن دینار سے سنی ہو،

کیونکہ "یحدث عنہ" سماع بلا واسطہ کو مستلزم نہیں ہے اور اس حدیث کو امام شافعی علیہ الرحمۃ نے ابراہیم بن محمد عن ربیعہ ابن عثمان کی سند سے روایت کیا تو اس روایت میں بھی ضعف ہے، کیونکہ ابراہیم اسلمی (جن سے یہ روایت ہے) پر کذب کا الزام عائد کیا گیا ہے، اور اس کے علاوہ ربیعہ بن عثمان بھی منکر الحدیث ہے، چنانچہ امام عینی فرماتے ہیں، رواہ الشافعی عن ابراهیم بن محمد عن ربیعة بن عثمان وابراهیم هو الاسلمی مکشوف الحال مرمی بالکذب وغیره من المصائب وربیعة هذا قال ابوزرعة لیس بذلک، وقال ابو حاتم منکر الحدیث، (عمدة القاری ج ۱۳ ص ۲۴۵)

اور یہ حدیث حضرت ابوہریرہ، عمر، ابن عمر، زید بن ثابت، ابو سعید خدری، سعد بن عبادہ، عامر بن ربیعہ، سہل بن سعد، عمارۃ، عمرو ابن حزم، مغیرہ بن شعبہ، بلال بن الحارث، سلمہ بن قیس، انس بن مالک، تمیم داری، زینب بنت ثعلبہ، رضی اللہ عنہم سے مروی ہے، چنانچہ اسناد کے ساتھ وہ احادیث ملاحظہ ہوں،

حدیث نمبر ۱ عن ابی هریرة قال: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قضی بالیمین مع الشاهد، رواه ابوداؤد، قال حدثنا احمد بن ابی بکر ابومصعب الزهری حدثنا الدراوردی عن ربیعة بن ابی عبد الرحمٰن عن سهیل بن ابی صالح عن ابیه: عن ابی هریرة واخرجه الترمذی ایضًا، وقال حدیث حسن غریب۔

(عمدة القاری ج ۱۳ ص ۲۴۶)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گواہ کے ساتھ (مدعی کی) قسم پر فیصلہ فرمایا، (امام عینی فرماتے ہیں) اس حدیث کو امام ابوداؤد اور ترمذی نے سند مذکور کے ساتھ روایت کیا اور (دونوں نے) کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

وقال صاحب المظهری: رواه الشافعي واصحاب السنن وابن حبان، (مظهری۔ج۔۱ ص۴۲۵) وقال ابن ابي حاتم فى علل الحديث سألت ابي وابا زرعة عن حديث رواه ربيعة عن سهيل ابن ابي صالح عن ابيه عن ابى هريرة، ان النبى صلى الله عليه وسلم قضى بشاهد ويمين، فقالا هو صحيح، قلت يعنى انه يروى عن ربيعة هكذا۔ قلت، فان بعضهم يقول۔ عن سهيل عن ابيه عن زيد بن ثابت، قالا وهذا ايضًا صحيح، (علل الحديث۔ج۔۱ ص۴۶۹)

ترجمہ: اور صاحب تفسیر مظہری قاضی ثناء اللہؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو امام شافعی، اور اصحاب سنن اور ابن حبان نے روایت کیا ہے، اور امام ابن ابی حاتم نے علل الحدیث میں فرمایا کہ میں نے اپنے والد اور امام ابوزرعہ سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا جس کو ربیعہ نے سہیل بن ابی صالح سے انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گواہ کے ساتھ (مدعی کی) قسم پر فیصلہ فرمایا، تو انھوں نے کہا، یہ حدیث صحیح ہے، میں نے کہا یعنی یہ کہ وہ بلاشبہ ربیعہ اسی طرح روایت کرتے ہیں، میں نے کہا، کہ بعض اس کی سند اسطرح بیان کرتے ہیں، عن سہیل عن ابیہ عن زید بن ثابت، انھوں نے فرمایا اور یہ بھی صحیح ہے،

وقال القاضى فى تفسيره: وروى هذا الحديث البيهقى، من حديث مغيرة بن عبد الرحمٰن ابي الزناد عن الاعرج، عن ابي هريرة، ونقل عن احمد ان حديث الاعرج ليس فى الباب اصح منه۔

(مظهری۔ج۔۱ ص۴۲۵)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ترجمہ: اور قاضی ثناء اللہ نے اپنی تفسیر میں فرمایا، اور اس حدیث کو امام بیہقی نے مغیرہ بن عبدالرحمٰن ابو الزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا اور امام احمد سے منقول ہے، کہ اس باب میں (ایک گواہ کے ساتھ قسم کے باب میں) اعرج کی حدیث سے زیادہ صحیح کوئی حدیث نہیں۔

حدیث ابی ہریرہؓ کا جواب

اس حدیث ابی ہریرہ کا جواب یہ ہے کہ حدیث معلول وضعیف ہے، کیونکہ عبدالعزیز دراوردی نے سہیل بن ابی صالح سے اس حدیث کے متعلق سوال کیا، تو انہوں نے کہا مجھے یہ حدیث معلوم نہیں (کیونکہ سہیل بن ابی صالح کا حافظہ آخر عمر میں کمزور ہو گیا تھا) یہاں یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ ممکن ہے سہیل بن ابی صالح اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد بھول گئے ہوں، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بھی ہو سکتا ہے، کہ نسیان عارض ہونے کے بعد انہوں نے اس حدیث کو روایت کیا ہو اور اسے سنا نہ ہو، چنانچہ امام عینی فرماتے ہیں،

قلنا هذا الحديث معلول لان عبد العزيز الدراوردى قد سأل سهيلاً عنه فلم يعرفه، وهذا قدح فيه لان الخصم يضعف الحديث بما هو ادنى من ذلك فان قلت يجوز ان يكون رواه ثم نسيه، قلت يجوز ان يكون وهم فى اول الامر وروى مالم يكن سمعه، وقد علمنا ان اخو امره كان جحوده وفقد العلم به فهو اولى وقال صاحب الجوهر النقى فيه مع نسيان سهيل انه قد اختلف عليه فرواه زهير بن محمد عنه عن ابيه عن زيد بن ثابت كما ذكره البيهقى، (عمدة القارى - ج-۱۳ ص۲۴۶)

ترجمہ: یعنی (اس کے جواب میں) ہم کہتے ہیں کہ یہ حدیث معلول وضعیف ہے، کیونکہ عبدالعزیز دراوردی نے اس کے متعلق سہیل سے پوچھا تو انھوں نے اسے نہ پہچانا اور یہ اس (حدیث) میں عیب ہے کیونکہ مدمقابل اس سے ادنیٰ درجہ کے ساتھ حدیث کو ضعیف قرار دیتا ہے، اگر آپ یہ کہیں، کہ ممکن ہے انھوں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نے اس حدیث کو روایت کیا ہو پھر بھول گئے ہوں (امام عینی فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ ہو سکتا ہے اول امر میں انھیں وہم ہوا ہو، اور وہ حدیث روایت کی جسے سنا نہ ہو، اور بلاشبہ ہمیں معلوم ہے کہ انھوں نے آخر امر میں اس حدیث کا انکار کیا اور انہیں اس کا علم نہ تھا تو وہ (احتمال کہ انھیں وہم ہوا) اولی ہے اور صاحب جوہر النقی نے کہا سہیل کے نسیان کے باوجود بلاشبہ اس پر اختلاف کیا گیا ہے پس اس حدیث کو زہیر بن محمد نے سہیل سے انہوں نے اپنے والد سے انھوں نے حضرت زید بن ثابت سے روایت کیا، جیسا کہ اسے بیہقی نے ذکر کیا۔

اور قاضی ثناء اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

وهذا الحديث رواه سهيل بن ابي صالح عن ابيه وسمعه منه ربيعة بن ابي عبد الرحمٰن ثم اختلط حفظه بشيخه فكان يقول : اخبرني ربيعة اني اخبرته عن ابي عن ابي هريرةؓ ذكر هذه القصة الشافعي والطحاوي عن الدراوردي،

(تفسیر مظہری - ج - ۱ ص۴۲۵)

ترجمہ: اور اس حدیث کو سہیل بن ابی صالح نے اپنے والد سے روایت کیا اور ان سے ربیعہ بن ابی عبد الرحمٰن نے سنا پھر سہیل کا حافظہ اپنے شیخ کے بارے میں کمزور ہو گیا، تو وہ کہتے تھے مجھے ربیعہ نے خبر دی کہ میں نے انھیں اپنے باپ سے اور انھوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے یہ حدیث روایت کی، اس واقعہ کو امام شافعی اور امام طحاوی نے عبد العزیز دراوردی سے ذکر کیا،

امام زیلعی کی طرف سے جواب

امام زیلعی نصب الرایہ میں اس حدیث ابی ہریرہ کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں۔

واخرجه ابو داؤد ايضًا عن سليمان بن بلال عن ربيعة باسناده نحوه : وزاد فيه : قال سليمان فلقيت سهيلاً فسالته عن هذا الحديث فقال ما اعرفه : فقلت ان ربيعة اخبرني به

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عنك فقال : ان كان ربيعة اخبرك به عنى : فحدث به عن ربيعة عنى . قال وكان سهيل اصابته علة اذهبت بعض عقله ونسى بعض حديثه ، فكان سهيل بعد يحدث به عن ربيعة عنه عن ابيه (نصب الراية ـ ج ـ ۴ ـ ص ۹۹)

ترجمہ : اور امام ابو داؤد نے بھی اس حدیث کو سلیمان بن بلال سے انھوں نے ربیعہ سے اسی سند کے ساتھ روایت کیا اور اس میں یہ بات زیادہ کی کہ سلیمان نے کہا میں سہیل سے ملا اور ان سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انھوں نے فرمایا میں اس حدیث کو نہیں پہچانتا ، تو میں نے کہا بلا شبہ ربیعہ نے مجھے اس کی خبر دی آپ سے ، تو انھوں نے فرمایا اگر ربیعہ نے آپ کو مجھ سے اس حدیث کی خبر دی تو آپ اسے یوں بیان کریں (عن ربیعۃ عن) یعنی اسے ربیعہ نے مجھ سے روایت کیا (یعنی ربیعہ کو ساقط نہ کرنا) ابو داود نے کہا کہ سہیل کو کوئی بیماری لاحق ہوئی (جس سے) ان کی عقل کمزور ہوگئی اور اپنی بعض حدیثیں بھول گئے اور اس کے بعد سہیل اسے یوں بیان کرتے تھے کہ ربیعہ نے سہیل سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ،

حدیث نمبر ۲ عن جابرؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قضی بالیمین مع الشاھد ، اخرجہ الترمذی وابن ماجۃ عن عبد الوھاب الثقفی عن جعفر بن محمد عن جابر ، والترمذی ایضاً عن اسماعیل بن جعفر حدثنا جعفر بن محمد عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قضی بالیمین مع الشاھد الواحد ،

ترجمہ : حضرت جابرؓ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گواہ کے ساتھ (مدعی کی) قسم پر فیصلہ فرمایا اس حدیث کو امام ترمذی اور ابن ماجہ نے سند مذکور کے ساتھ روایت کیا ، اور ترمذی نے اسماعیل بن جعفر کی سند سے اسے بیان کیا (انھوں نے کہا) ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن محمد نے اپنے والد سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گواہ اور قسم کے ساتھ فیصلہ فرمایا ،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

امام ابن خزیمہ اور وامام ابوعوانہ نے فرمایا یہ حدیث صحیح ہے، چنانچہ امام علینی فرماتے ہیں وصححہ ابن خزیمۃ وابوعوانۃ ۔ (عینی شرح بخاری ۔ ج ۔ ۱۳ ۔ صفحہ ۲۴۶)

حدیثِ جابر رضی اللہ عنہ کا جواب حدیثِ جابر رضی اللہ عنہ کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث امام ترمذی نے دو سندوں کے ساتھ روایت کی، پہلی سند کے اعتبار سے یہ حدیث مرفوع ہے، اور دوسری سند کے اعتبار سے یہ حدیث مرسل ہے، اور عبدالوہاب ثقفی ضعیف ہے چنانچہ امام علینی فرماتے ہیں، قال محمد بن سعد کان ثقۃ وفیہ ضعف، یعنی وہ ثقہ تھے اور ان میں ضعف ہے، اور اس حدیث کے روایت کرنے میں ان سے زیادہ ثقہ راوی نے ان کی مخالفت کی ہے جیسا کہ امام مالک وغیرہ تو انھوں نے اس حدیث کو مرسل روایت کیا ہے اور صاحبِ تمہید نے فرمایا، اس حدیث کا مرسل ہونا زیادہ مشہور ہے اور امام ترمذی نے فرمایا زیادہ صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے اور امام ثوریؒ نے اس حدیث کو عن جعفر عن ابیہ کی سند سے مرسل روایت کیا، اسی لیے (بیہقی نے) کتاب المعرفۃ میں لکھا ہے کہ امام شافعیؒ نے اس ایک گواہ کے ساتھ مدعی کی قسم کے مسئلہ میں اس حدیث سے استدلال نہیں کیا کیونکہ بعض حفاظ اس طرف گئے ہیں کہ یہ حدیث اپنی مذکورہ سند کے اعتبار سے غلط ہے،

(ھذا کلہ فی العمدۃ ۔ ج ۔ ۱۳ صفحہ ۲۴۶)

حدیث نمبر ۴ واخرج ابن عدی والبیھقی فی سننہ، من روایۃ زھیر بن محمد عن سھیل بن ابی صالح عن ابیہ عن زید بن ثابت ۔

ترجمہ: اور ابن عدی نے اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت زید بن ثابت سے سے سندِ مذکور (عن زہیر بن محمد عن سہیل بن ابی صالح عن زید) کے ساتھ روایت کیا ۔

حدیث زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا جواب اس حدیثِ زید بن ثابتؓ کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث اس سند کے اعتبار سے منکر ہے قابلِ استدلال نہیں، چنانچہ امام طحاوی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فرماتے ہیں۔

واما حديث عثمان بن الحكم عن زهير بن محمد عن سهيل عن ابيه عن زيد بن ثابت فمنكر ايضًا لان ابا صالح لاتعرف له رواية عن زيد، (شرح معاني الآثار - ج - ۲ ص۲۳۳)

ترجمہ: اور رہی حدیث عثمان بن حکم کی زہیر بن محمد عن سہیل عن ابیہ عن زید کی سند سے تو یہ حدیث بھی منکر ہے کیونکہ ابو صالح کی زید بن ثابت سے کوئی روایت معروف نہیں۔

غرضیکہ وہ احادیث جن میں ایک گواہ کے ساتھ مدعی کی قسم کا ذکر ہے اپنی سندوں کے اعتبار سے ضعیف اور ناقابلِ احتجاج ہیں، (كذا في العمدة: ج - ۱۳ ص۲۴۷)

علامہ حسام الدّین فرماتے ہیں۔

وذكر في الرابع آثارًا تدل على جواز القضاء بشاهد ويمين والآثار مطعونة،

ترجمہ: یعنی مصنّف (امام خصاف) نے چوتھے باب میں وہ احادیث ذکر کی ہیں جو ایک گواہ کے ساتھ مدعی کی قسم پر فیصلہ کرنے کے جواز پر دلالت کرتی ہیں اور وہ احادیث مطعونہ ہیں،

نیز فرماتے ہیں،

ولو قضى القاضي بشاهد ويمين لا ينفذ قضاؤه۔

(شرح ادب القاضي: ج - ۴ ص۴۵۵)

ترجمہ: یعنی اگر قاضی ایک گواہ اور مدعی کی قسم کے ساتھ فیصلہ کر دے تو اس کا فیصلہ نافذ نہیں ہوگا،

اعتراض یہاں یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ حدیث قضاء بالشاہد والیمین، حدیث مشہور ہے بلکہ متعدد صحیح سندوں سے مروی ہے، چنانچہ امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں،

وحديث القضاء بالشاهد واليمين جاء من طرق كثيرة بل ثبت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

من طرق صحیحۃ متعددۃ، (فتح الباری: ج ۔ ۵ ۔ ص ۳۱۵)

اور امام قرطبی فرماتے ہیں:

وھوالذی لایجوز عندی خلافہ لتواتر الآثار بہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعمل اہل المدینۃ قرنا بعد قرن۔

(احکام القرآن للقرطبی: ج ۔ ۳ ۔ ص ۳۹۳)

ترجمہ: یعنی میرے نزدیک اس کے خلاف جائز نہیں اس پر دلالت کرنیوالی احادیث کے متواتر ہونے اور اہل مدینہ کے عمل کے متواتر ہونے کی وجہ سے۔

لہذا امام ابن حجر عسقلانی اور امام قرطبی کی اس تصریح سے معلوم ہوا کہ "ایک گواہ کے ساتھ مدعی کی قسم پر فیصلہ کرنے کی حدیث مشہور بلکہ متواتر ہے اور حدیث متواتر واجب العمل ہوتی ہے، لہذا یہ حدیث واجب العمل ہے"

جواب اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ یہ بات قابل غور ہے کہ اس حدیث کو جو مشہور کہا گیا ہے اس شہرت سے کیا مراد ہے؟ اگر شہرت سے مراد معترض کے نزدیک شہرت ہے، تو اس شہرت پر عمل کرنا ہمارے لیے لازم نہیں، اور اگر شہرت سے مراد سب کے نزدیک شہرت ہے تو ہمیں یہ تسلیم نہیں کیونکہ یہ حدیث سب کے نزدیک مشہور نہیں ہے جو اس کا مدعی ہو اسے چاہیے کہ وہ بیان کرے، رہا اسے متواتر قرار دینا تو ہم کہتے ہیں کہ اس میں تواتر بالکل نہیں، چنانچہ امام عینی فرماتے ہیں، فنقول ان کان مراد ھم بھذہ الشھرۃ الشھرۃ عندھم فلا یلزمنا ذلک وان کان المراد الشھرۃ عند الکل فلا نسلم ذلک لان شھرتھا عند الکل ممنوعۃ فمن ادعی ذلک فعلیہ البیان (الی ان قال) والذی قال ھؤلا وظیفۃ التواتر فلا تواتر اصلاً، اور اگر اس حدیث کا مشہور ہونا تسلیم کر لیا جائے تو اس سے قرآن کی نص قطعی کو منسوخ کرنا ہوگا اور یہ جائز نہیں، چنانچہ امام عینی فرماتے ہیں، ولئن سلمنا شھرتھا فالزیادۃ بھا علی القرآن لا یخرج عن کونھا نسخاً۔

(عمدۃ القاری: ج ۔ ۱۳ ۔ ص ۲۴۵)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

امام ابن شبرمہ کی حضرت ابو الزناد سے گفتگو حضرت قتیبہ نے امام سفیان بن عیینہ سے روایت کیا کہ امام ابن شبرمہ (عبداللہ بن شبرمۃ بن الطفیل بن حسان الکوفی القاضی یہ خلیفہ منصور کے دور میں کوفہ کے قاضی تھے اور بہت بڑے فقیہ اور تابعی تھے اور فن روایت میں ثقہ تھے، ان کی وفات ۱۴۴ھ میں ہوئی) نے فرمایا کہ مجھ سے امام ابو الزناد (عبداللہ بن ذکوان القرشی قاضی المدینہ امام علی فرماتے ہیں، مدنی تابعی ثقہ انکی وفات ۱۳۰ھ میں ہوئی) نے ایک گواہ کے ساتھ مدعی کی قسم پر فیصلہ کرنے کے مسئلہ میں گفتگو فرمائی (ان کے نزدیک ایک گواہ کے ساتھ مدعی سے قسم لے کر فیصلہ کرنا جائز ہے) تو میں نے کہا کہ اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے اور دو گواہ کر لو اپنے مردوں میں سے پھر اگر دو مرد نہ ہوں، تو ایک مرد اور دو عورتیں ایسے گواہ جن کو تم پسند کرو۔ کہ کہیں ان میں سے ایک عورت بھولے تو دوسری اسے یاد دلائے، (البقرة : ۲۸۲)

تو میں نے ان سے کہا کہ اگر ایک گواہ اور مدعی کی قسم کے ساتھ شہادۃ (گواہی) کافی ہوتی تو یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی "کہ کہیں ان میں ایک عورت بھولے تو دوسری اسے یاد دلائے اس دوسری کو ذکر کرنے کا کیا فائدہ، امام بخاری نے امام ابن شبرمہ کے اس قصّہ سے اس بات پر استدلال فرمایا، کہ ایک گواہ کے ساتھ مدعی کی قسم پر فیصلہ کرنا درست نہیں ہے، چنانچہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں حضرت قتیبہ کے طریق سے اس قصّہ کو روایت کیا، اور اس پر یہ باب منعقد فرمایا باب الیمین علی المدعیٰ علیہ فی الاموال والحدود، کہ یہ باب ہے مدعیٰ علیہ پر قسم کے لازم ہونے کے بیان میں اموال وحدود کے اندر، امام بخاری کے اس عنوان کے تحت امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں: ویستلزم ذٰلك شيئين، احدهما، ان لا تجب يمين الاستظهار والثانى ان لايصح القضاء بشاهد واحد ويمين المدعى واستشهاد المصنف بقصة ابن شبرمة يشير الى انه اراد الثانى۔

(فتح الباری: ج ۵ ص ۳۱۴)

حدیث "القضاء بالشاهد واليمين" کا دوسرا جواب قسم پر فیصلہ کرنے کی حدیث کا دوسرا جواب یہ ہے، کہ ان احادیث کی سندوں سے قطع نظر، اگر دیکھا جائے تو یہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

احادیث قابلِ عمل نہیں ہیں کیونکہ ان احادیث سے کتاب اللہ کے حکم کا منسوخ ہونا لازم آتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، فان لم یکونا رجلین فرجل وامرأتان کہ پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں، اور ایک گواہ کے ساتھ مدعی کی قسم کا حکم قرآن کی اس نص قطعی کے مخالف ہے، لہذا یہ حکم جائز نہیں، اور جو احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں، وہ اخبار آحاد ہیں، اور اخبار آحاد جب نص قطعی کے معارض ہوں تو وہ متروک العمل ہوتی ہیں، کیونکہ اس سے کتاب اللہ کے حکم کا منسوخ ہونا لازم آتا ہے اور خبر واحد سے کتاب اللہ کے حکم کو منسوخ کرنا جائز نہیں، چنانچہ امام عینی فرماتے ہیں، وهم يقولون نص الكتاب العزيز فى باب الشهادة رجلان فان لم يكونا رجلين فرجل وامرأتان والحكم بشاهد ويمين مخالف للنص فلا يجوز، والاخبار التى وردت بشاهد ويمين اخبار آحاد فلا يعمل بها عند مخالفتها للنص لانه يكون نسخًا ونسخ الكتاب بخبر الواحد لا يجوز۔ (عمدة القارى: ج-۱۳ ص۲۲۴)

نیز حدیث قضاء بالشاہد والیمین" جو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے یہ حدیث قولِ باری تعالیٰ واستشهدوا شهيدين من رجالكم کے معارض ہے اور یہ تعارض کئی وجوہ سے پایا جاتا ہے، ان میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ امر بالاشہاد (گواہ لانے کا حکم) شہادۃ (گواہی) کے بارے میں مجمل ہے اور مجمل کی تفسیر لفظ کے تمام مدلول کو شامل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس مجمل کی تفسیر رجلین یا رجل وامرأتین سے فرمائی، لہذا یہ تفسیر لفظ مجمل کے تمام مدلول کو شامل ہوگی، اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ذٰلكم اقسط عند الله واقوم للشهادة، وادنىٰ الا ترتابوا۔

یعنی یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے، اس میں گواہی خوب ٹھیک رہیگی اور یہ اس سے قریب ہے کہ تمہیں شک ہو۔

یہ اس بات پر نص ہے کہ جس سے شک و ریب منتفی ہوتا ہے۔ اس ادنیٰ کی یہی دو قسمیں ہیں اور اس ادنیٰ کے بعد کچھ نہیں، چنانچہ علامہ تفتازانی فرماتے ہیں، قوله ولحديث القضاء بشاهد ويمين هو ما روى ابن عباس رضى الله عنهما ان النبى صلى الله عليه

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وسلم قضى بشاهد ويمين الطالب وهو معارض بقوله تعالى واستشهدوا شهيدين الآية، وذٰلك من وجوه الاول ان الامر بالاشهاد مجمل فى حق ما هو شهادة ففسره برجلين اورجل وامرأتين وتفسير المجمل يكون بيانًا لجميع ما يتناوله اللفظ، الثانى ان قوله تعالى ذٰلكم اقسط عند الله واقوم للشهادة وادنى الا ترتابوا» نص على ان ادنى ماينتفى به الريبة هو هذان النوعان وليس بعد الادنى شيئ

(حاشية التلويح على التوضيح ـ ص ۴۷۷)

اور تیسری وجہ یہ ہے جو صاحبِ توضیح نے بیان فرمائی،

والثالث وكحديث القضاء بشاهد ويمين المدعى، قوله تعالى (واستشهدوا شهيدين من رجالكم الآية) وعند عدم الرجلين اوجب رجلًا وامرأتين وحيث نقل الى ما ليس بمعهود فى مجالس الحكم دل على عدم قبول شهادة الشاهد الواحد مع اليمين فان حضور النساء لايعهد فى مجالس الحكم ولوكانت اليمين كافية مع الشاهد الواحد مقام المرأتين لما اوجب حضورهما على ان النساء ممنوعات من الخروج وحضور مجالس الرجال، (توضيح وتلويح ـ ص ۴۷۷)

ترجمہ : کہ جیسے حدیث قضاء بشاہد ویمین المدعی قول باری تعالیٰ واستشہدوا شہیدین الآیۃ، کے معارض ہے اور (وجہ تعارض یہ ہے) کہ دو مردوں کی عدم موجودگی کے وقت اللہ تعالیٰ نے ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی کو واجب فرمایا، اور اس حکم کو (اس چیز کی طرف نقل فرمایا جو قاضیوں کی مجلس میں معہود نہیں تو یہ ایک گواہ کے ساتھ مدعی کی قسم پر گواہی کو قبول نہ کرنے کی دلیل ہے، کیونکہ قاضیوں کی مجالس میں عورتوں کا آنا جائز نہیں اور اگر دو عورتوں کی جگہ ایک گواہ کے ساتھ قسم لینا کافی ہوتا تو اللہ قضاۃ کی مجالس میں عورتوں کا آنا واجب نہ فرماتا کیونکہ عورتوں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کا مردونکی مجلس میں آنا ممنوع ہے ۔
تو ان تین وجوہ سے یہ حدیث قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیت سے معارض ہے اور یہ خبر واحد ہے ، اور خبر واحد جب قرآن کے معارض ہو تو وہ متروک العمل ہوتی ہے ۔ لہذا یہ حدیث متروک العمل ہے ، کیونکہ اس سے کتاب اللہ کے حکم کا منسوخ ہونا لازم آتا ہے ، خبر واحد سے کتاب اللہ کے حکم کو منسوخ کرنا جائز نہیں ہے ، فقط

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فقہ حنفی کی شہرۂ آفاق کتاب

بدائع الصنائع

فی ترتیب الشرائع

تالیف: علامہ علاؤ الدین ابو بکر بن مسعود الکاسانی المتوفی ۵۸۷ھ

مترجم

پروفیسر خان محمد چاولہ

وکلاء، قضاۃ اور قانون سے متعلق حضرات کے لیے ایک ناگزیر ضرورت
نفاذ شریعت کے عمل میں ممد و معاون۔ اسلامی مدارس اور فقہ اسلامی سے دلچسپی
رکھنے والے حضرات کے لیے ایک اہم کتاب۔

- دیدہ زیب پنج رنگہ ڈسٹ کور، عمدہ ڈائی دار جلد
- بہترین آفسٹ طباعت، ضخامت: ۹۰۰ صفحات

قیمت: صرف ۲۲۰ روپے ۔ دس کتب سے زیادہ منگوانے پر کمیشن ۵۰٪

- جلد پنجم، ششم (زیر طبع)

مرکزِ تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری

نِسبت روڈ ○ لاہور

© rasailojaraid.com